U23867. P-13-F10

Title – SAFAYEE MUAAMLAAT.

Creator – Shah Mohd. Ashraf Ali Thanvi.

Publisher – Matba Razzaqi (Kanpur).

Date – 1325. H.

Pages – 40.

Subjects –

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش برادم مکرم حاجی مولوی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ الوہاب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵۸

صفائی معاملات

جسمیں تصحیح معاملات (جو جزو اعظم دین ہے اور وسیلہ کسب حلال ہے) اور اکل حلال کے فضائل و غذاے حرام کے خصائل نہایت خوبی سے

اشرف العلماء افضل الفضلاء حضرت مولانا حاجی حافظ قاری

شاہ محمد اشرف علی صاحب

دام اللہ ظلہم نے

تحریر فرمائے

ہیں

از اہتمام راجی غفران احد محمد عبد الصمد غفر لہ اللہ الاحد نبیرہ حاجی مبرور جناب محمد مصطفی خان صاحب مغفور

مطبع رزاقی واقع کانپور مطبوع ہوئی

صفائی معاملات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل الینا الرسول النبیّ الامیّ الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوریٰۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویحلّ لہم الطیّبات ویحرّم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم اللہم اجعلنا من الذین آمنوا بہٖ وعزّروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ واولٰئک ہم المفلحون صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین یہدون بالحق وبہ یعدلون اما بعد نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ منجملہ اجزاے دین کے تصحیح معاملات بھی ہے بلکہ بعض اعتبار سے یہ اہم الاجزا ہے مگر ہمارے زمانے مین سب سے کوتاہی اور بے التفاتی اس مقدمہ مین واقع ہو رہی ہے اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ جو صورتین اسوقت کثیر الوقوع ہین اُن کے احکام مختصر اور سلیس عبارت مین جمع کر دیے جاوین تاکہ علم باعث عمل ہو ومن اللہ التوفیق والاعانۃ

خرید و فروخت کا بیان

مسئلہ آج کل عام رواج ہے کہ نرخ ٹھہرا کر خریدنے والا دام دیدیتا ہے اور بیچنے والا چیز دیدیتا ہے مگر زبان سے ایجاب و قبول نہین ہوتا یہ بیع درست ہے مسئلہ جو شخص کوئی گھر فروخت کرے تو اُس کی دیوار چھت سب بیع مین داخل

ہو جاوینگی گو اِن چیزون کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا جاوے اسی طرح جس شخص نے کوئی
زمین بیچی تو اُس مین جسقدر درخت کھڑے ہین خواہ بڑے ہون یا چھوٹے پھل دار ہون
یا بے پھل کے سب بیع مین آجاوینگے اگرچہ تصریحًا اُن کا نام نہ لیا جاوے
البتہ اگر صریح الفاظ سے کہدے کہ گھر کی دیوارین یا چھت یا زمین کے درختون کو
ہم بیع نہین کرتے اس صورت مین بیع مین داخل نہونگے - صرف زمین فروخت مین
رہیگی - **مسئلہ** اگر ایک درخت فروخت کیا جس مین پھل لگ رہا ہے تو اگر فروخت
مین پھل کا بھی ذکر کیا ہو تب تو بیع مین داخل ہوکر خریدار کا ہو جاویگا
اور اگر اُس کا نام نہین لیا تو بدستور بیچنے والے کا رہیگا - اسی طرح جس زمین
مین کھیتی کھڑی ہے اور وہ زمین فروخت کردی تو اگر بیع مین تصریحًا کھیتی کا بھی نام
لیا گیا تب تو وہ بھی بِک جاویگی اور اگر اُس کا کچھ ذکر نہین کیا تو وہ بیچنے والے کی
رہیگی البتہ اس صورت مین بائع سے کہا جاویگا کہ اپنا پھل اور کھیتی کاٹ کر زمین خالی
کرکے سپرد کرو **مسئلہ** جب تک درخت پر پھل نہ آجاوے اُسوقت تک اُس کے پھل کا
بیچنا درست نہین یعنی یہ بیع بالکل باطل ہے **مسئلہ** اور جب پھل نکل آوے
اُس کا بیچنا درست ہے مگر یہ شرط ٹھہرانا کہ ابھی پھل نہ اُتارا جاویگا یا اسکا رواج
ہونا جیسا ہمارے ملک مین ہے اس بیع کو فاسد کردیتا ہے البتہ جہان دونون امر
نہون وہان درخت پر باجازت مالک درخت کے چھوڑ دینا جائز ہے لیکن اگر بعد بیچنے کے
اُن درختون پر اور بھی پھل نکلا تو وہ نیا پھل حق بائع کا ہے اور پہلا پھل حق مشتری کا
اس لیئے یہ صورت بھی خلجان کی ہے پس یا تو ایسے وقت خریدے کہ تمام پھل آچکے
یا یہ حیلہ کرے کہ پورے درخت خریدلے تاکہ نیا پھل بھی اسی خریدار کا ہو اور بعد ختم
ہونے فصل کے اصل درخت مالک کو واپس کردے - اور اُسکے مقابلے مین جو قیمت
ٹھہری ہو وہ اُس سے واپس کرلے **مسئلہ** اور اگر وقتِ خرید پھل تمام نکل چکا
لیکن ابھی چھوٹا ہے اور بڑھنا باقی ہے تو مثل مسئلہ بالا کے بیع تو درست ہوگئی
لیکن درخت پر پھل کا چھوڑنا اگر مشروط یا معروف ہو عقد کا فاسد

کرنے والا ہے البتہ بلا شرط اور بلا عرف اگر مالک کی اجازت سے ہو جائز ہے لیکن مالک
جب چاہے اپنی اجازت سے رجوع کرسکتا ہے مشتری کو بے چون وچرا پھل اُتارنا
واجب ہوگا **مسئلہ** اور اگر پھل بڑھ بھی چکا مگر صرف پختہ ہونا باقی ہے تو بقول
امام محمدؒ اسوقت یہ شرط ٹھہرانا بھی جائز ہے کہ تا پختگی درخت پر رہنے دین گے اور کفایہ
مین ہے کہ امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور اگر شرط نہ ٹھہرے ویسے ہی اجازت
ہوجاوے تو یہ بلا اختلاف جائز ہے۔ ہمارے دیار کے لوگ اگر ایسے وقت بیچا کرین
تو امام محمدؒ کے مذہب پر معصیت سے محفوظ رہین **مسئلہ** خربزہ تربوز وغیرہ کا حکم بھی
مثل پھلون کے ہے اگر خرید کے وقت کُل پھل نہ نکلا ہو بلکہ کچھ پھل بعد خرید کے نکلے
بیع فاسد ہوجاویگی اس کی تدبیر یہ ہے کہ صرف پھل نہ خریدے بلکہ مع بیلون اور جڑ کے
خرید کرے تو جو کچھ پیدا ہوگا یا بڑھے گا خریدار کا ہوگا ایساہی حکم اور تدبیر ہے دوسری
ترکاریون مین جیسے میتھی وغیرہ **مسئلہ** اکثر لوگ زراعتِ خام چری کیواسطے خرید لیتے
ہین یہ جائز ہے مگر بعد کاٹ لینے یا جانور کے چر لینے کے جو کچھ بڑھے گا وہ بائع کا ہوگا
البتہ اگر مع جڑ کے خرید کرلے جیسا اوپر کے مسئلہ مین بیان کیا گیا تب تمام پیداوار دوبارہ
کی بھی اُسی مشتری کی ملک ہے مگر ان دونون مسئلون مین بائع کو یہ اختیار حاصل ہوگا
کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے اس کی تدبیر یہ ہے کہ اگر بائع کی اجازت پر اطمینان
نہ ہو تو اُس زمین کو ایک مدت معین کے لیے کرایہ پر لے لے اس مدت مین اُس کی تمام
کارروائی ہوجاویگی **مسئلہ** بیع فاسد سے شئے مبیعہ مین جو حرمت وخباثت آجاتی ہے وہ
صرف مشتری اول کے لیے ہے اُسکو واجب ہے کہ اُس بیع کو فسخ کرے اور جو شخص اس
مشتری سے آیندہ خریدے یا یہ مشتری اُس کو بطور ہدیہ کے دے اُس کو حلال ہی
اور بیع باطل سے جو حرمت آتی ہے وہ کبھی زائل نہین ہوتی جہانتک اُسکے لینے
دینے کا سلسلہ پہونچے گا سب کے لیے وہ شئے حرام رہیگی پس یہ جو عوام مین مشہور
ہے کہ دام دینے سے حلال ہوگئی محض غلط ہے **مسئلہ** اگر باغ کا پھل فروخت کیا
مگر ایک مقدار خاص پھل کی خواہ شمار کے حساب سے یا وزن کے حساب سے بیع سے

مستثنی کر لی جسکو ہمارے اضلاع مین جنس کہا کرتے ہین یہ جائز ہے مگر اس مین قرار داد ایسے طور پر ہونا چاہیے کہ باہم تکرار و منازعت نہو

خیار شرط یعنی جاکڑ کا بیان

مسئلہ بعض اوقات بیع ناتمام رہا کرتی ہے اس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ صرف قیمت دریافت کر کے دیکھنے دکھلانے کے لیے لیجاوے اور خریداری واقع نہو اس کو قبض علی سوم الشراء کہتے ہین اس مین اگر وہ شے مشتری کے پاس ضائع ہو جاوے تو بازار کی قیمت دینی پڑیگی ٹھہرائی ہوئی قیمت کا اعتبار نہین اگر وہ شے مثلی ہے یعنے اسکا مثل کامل مل سکتا ہے تو وہ مثل دینا پڑے گا جیسے گیہون چاول کہ دوسرا گیہون چاول اسکا مثل ہے دوسری صورت یہ کہ بیع تو ٹھہر چکی یعنے بائع نے بیچ دیا اور مشتری نے خرید کیا مگر بعد بیع کے بائع نے یا مشتری نے کہا کہ باوجود بیع ہو جانے کے مجکو ایک روز یا دو روز یا حد تین روز تک اختیار رہوگا خواہ اس بیع کو باقی رکھا جاوے خواہ توڑ دیا جاوے اس کو خیار شرط کہتے ہین یہ بھی جائز ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار مین بیع کو توڑ دیا تو ٹوٹ جاویگی اور اگر جائز رکھا یا سکوت کیا اور وہ مدت گذر گئی تو بیع قطعی ہو جاویگی اب بدون رضامندی طرفین واپسی نہین ہوسکتی اور اگر مدت اختیار کے اندر وہ چیز مشتری کے پاس ضائع ہو گئی یا ٹوٹ پھوٹ گئی تو اسکا بدلا مشتری پر واجب ہوگا مگر اس مین یون تفصیل ہے کہ اگر اختیار مشتری کا تھا تب ٹھہرائی ہوئی قیمت دینی پڑیگی اور اگر اختیار بائع کا تھا تو بازار کی قیمت یا اس شے مبیع کے مثل چیز واجب ہوگی جیسا قبض علی سوم الشراء مین تھا مسئلہ خیار شرط مین اگر بیع کو قائم رکھنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا ضرور نہین بس مدت گذر جانے سے بیع قطعی ہو جاویگی اور اگر بیع کو توڑنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا مدت مقررہ کے اندر ضروری ہے ورنہ بیع بحال رہیگی مسئلہ جس شخص کے لیے اختیار ٹھہرا ہو اگر وہ مدت مقررہ کے اندر مر جاوے تو بیع قطعی ہو جاویگی اس کے وارثون کو بیع توڑنے کا اختیار حاصل نہوگا مسئلہ

اگر مشتری و بائع کے سوا کسی تیسرے شخص کی راے پر منظوری و نامنظوری بیع کی رکھی جاوے
یہ بھی جائز ہے

شے مبیع مین عیب نکلنے کا بیان

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص کوئی چیز عیب دار
بیچے اور اُس عیب کو بیان نہ کر دے تو وہ شخص ہمیشہ اللہ تعالے کے غضب مین رہیگا
یا یون فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُسپر لعنت کرتے رہین گے **مسئلہ** اگر بعد خریدنے کے
خریدار کو کسی عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسکو اختیار ہے خواہ رکھے خواہ واپس کر دے
البتہ اگر بیچنے کے وقت بائع نے یون کہدیا کہ اس مین جو کچھ عیب ہو مین اُسکا ذمے دار نہین
ہون خواہ تم خریدو یا نہ خریدو اور اسپر بھی خریدار رضامند ہوگیا پھر خواہ کچھ ہی عیب
اُسمین نکلے واپسی کا اختیار نہوگا اگرچہ عیبون کا الگ الگ نام نہ لیا جاوے

بیع باطل اور فاسد کا بیان

مسئلہ بعض جگہ دستور ہے کہ تالاب یا دریا کا ٹھیکہ ماہی گیرون کو دیدیا جاتا ہے
... مچھلیان نہین پکڑنے دیتے یہ بالکل حرام ہے اور ایسی
اور دوسرون کو اُنمین سے ... نہ وہ قیمت زمیندار کو حلال ہوگی نہ ٹھیکیدارون
بیع بالکل درست نہین محض باطل ہے ... سے منع کرین بلکہ سب کو مچھلیان
... کو جائز ہوگا کہ دوسرون کو مچھلیان پکڑنے ... ہے پکڑ کر جو فروخت
پکڑنے کا شرعًا حق حاصل رہیگا۔ البتہ وہ ٹھیکہ دار ... لیلن اگر کسی
کریگا چونکہ پکڑنے سے اُسکی ملک مین داخل ہوگئی یہ بیع درست ہے ...
غیر نے مچھلیان پکڑ لین اور ٹھیکہ دار نے اُس سے چھین کر فروخت کین تو نہ اُسکا
بیچنا درست ہے اور نہ اُس کا خریدنا درست ہے جس کو حال معلوم ہو **مسئلہ**
اسی طرح کھڑی ہوئی گھانس بیچنا درست نہین البتہ اگر اُس شخص نے خاص
گھانس جمنے کی نیت سے اپنی زمین کو جمنے سے پہلے پانی دیا ہوا اور اُس کا

اہتمام کیا ہو تو حسب روایت ذخیرہ ومحیط اُسوقت وہ گھانس اُس کی ملک مین داخل
ہوگی اور بیع بھی درست ہوگی اور جسقدر خودرَو نباتات غیر تنہ دار ہین سب کا یہی حکم
ہے اور جو درخت تنہ دار ہے جیسے شیشم کیکر ڈھاکہ اگرچہ خودرَو ہو بقول امام محمدؒ
اُس کا یہ حکم نہین ہے بلکہ اُس کا بیچنا درست ہے۔ پس اکثر جگہ جو رواج ہے کہ زمیندار
لوگ کھڑی گھانس بیچڈالتے ہین یا دوسرون کو اُس زمین سے گھانس کاٹنے سے
منع کرتے ہین یار عایا سے چرائی کا بکرا لیتے ہین یہ سب ظلم ہے **مسئلہ**
بعض لوگ جب سُنتے ہین کہ خودرَو گھانس وغیرہ مملوک نہین اور اُس کا بیچنا درست نہین
تو وہ لوگ یہ حیلہ کرتے ہین کہ اگر گھانس ہماری مملوک نہین تو زمین تو ہماری مملوک
ہے ہم اپنی زمین پر دوسرے شخص کو نہین آنے دیتے ہمکو اختیار ہے اور اس
حیلے سے گھانس روکتے ہین سو سمجھ لینا چاہیے کہ ایسی صورت مین حکم شرعی یہ ہے کہ
اگر اپنی زمین مین کسی کو نہ آنے دے تو خود گھانس چھیل کر اُس شخص کو دینا چاہیے البتہ
اگر دوسری پاس کی زمین سے اس کا کام چل سکے تو البتہ روکنا جائز ہے اور اگر وہ بھی رُوکی
تو اس ظلم کے گناہ مین سب شریک ہون گے **مسئلہ** مُردار کا کچا چمڑا اگر تازہ ہو
تو اُسکا بیچنا درست نہین اور اگر خشک ہوگیا ہو تو اُسکا بیچنا درست ہے کیونکہ خشک ہوجانا
دباغت ہے یہی حکم ہے مردار کی ہڈی اور بال وغیرہ کا مگر آدمی اور خنزیر کی کھال
وغیرہ کی بیع درست نہین **مسئلہ** بعض لوگ کوئی چیز مثلاً گائے بیل یا اور کچھ
ایک معیّن قیمت سے خرید کرتے ہین اور جب قیمت ادا نہین ہوسکتی تو بائع کے ہاتھ
اُس چیز کو کچھ کم قیمت مین بیچڈالتے ہین یہ جائز نہین البتہ اگر ایسی ضرورت
پیش آوے تو اُسکا حیلہ یون ہوسکتا ہے اصل بائع تھوڑی دیر کے لیے بقدر قیمت
معیّنہ سابق کے روپیہ بطور قرض دیدے اور مشتری اِسی روپیہ کو اصل قیمت مین ادا
کردے اِسکے بعد وہ چیز کم قیمت مین بائع کے ہاتھ بیچڈالے اور جو باقی رہے وہ اُسکے
ذمہ قرض رہیگا **مسئلہ** اگر ایک مکان اس شرط پر فروخت کیا کہ ایک مہینہ تک
مثلاً خالی نہ کیا جاویگا بلکہ بائع اپنے قبضہ مین رکھے گا یہ شرط فاسد ہے اور اس سے

بیع بھی فاسد ہوجاویگی البتہ اگر بیع مین یہ شرط نہین ٹھہرائی بلکہ بیع بلا شرط رہے اور
بعد بیع کے مشتری نے بخوشی بائع کو اجازت رہنے کی دیدی یہ درست ہے اسیطرح
جتنی شرطین خلاف مقتضاے معاملہ کے ہون سب کا یہی حکم ہے مسئلہ بعض لوگ
صرف خریدارون کو دھوکا دینے کی غرض سے جھوٹ موٹ خریدار بن جاتے ہین اور
دام بڑھا کر کہدیتے ہین تاکہ ناواقف پھنس جاوے یہ فعل حرام ہے مسئلہ
دو شخص کسی سودے مین باہم گفتگو کر رہے ہین اور ایک قیمت پر دونون رضامند
ہوگئے صرف ایجاب وقبول ہی کی کسر رہ گئی ایسی حالت مین دوسرے شخص کو جائز نہین
کہ آکر زیادہ قیمت لگاوے کہ انکا سودا بگاڑ کر خریدلے البتہ اگر ہنوز رضامندی
نہین ہوئی تو قیمت بڑھ دینا جائز ہے جیسا نیلام مین ہوتا ہے مسئلہ بعضے لوگ
جمع ہوکر کسی چیز پر چٹھیان ڈالتے ہین اور چندہ کر کے مالک کو قیمت ادا کر دیتے
ہین پھر جس کا نام نکل آوے وہ چیز اُس کی سمجھی جاتی ہے اور دوسرون کے دام
سب برباد جاتے ہین یہ حرام اور جوا ہے مسئلہ آج کل بہت سی نئی نئی تجارتین
ایجاد ہوئی ہین جان بیمہ اور شادی فنڈ وغیرہ چونکہ اس مین اکثر ربوا اور قمار ہے اسلیے
اس مین شرکت کرنا حرام ہے البتہ اگر علماے دیندار کی تحقیق سے کوئی صورت جائز ہو
تو مضائقہ نہین مسئلہ بعد اذان جمعہ کی خرید فروخت کرنا ممنوع ہے

مرابحہ یعنی نفع پر بیچنا اور تولیہ یعنی برابر دامون پر بیچنا

مسئلہ اُس مین جتنا خرچ پڑا ہے اُسکا جوڑ لینا اصل دامون مین درست ہے مگر یون نہ کہو
کہ اتنے کو خرید کیا ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہوگا بلکہ یون کہدے اصل اور خرچ سب ملا کر
اسقدر ہے مسئلہ بعض لوگ ایسا کرتے ہین کہ مال ایک جگہ سے خرید کر اپنے گھر مین بیوی
یا کسی اولاد یا ملازم کے ہاتھ فرضی بیع کر ڈالتے ہین اور پھر اُسی سے یا اُس نے جس کے
ہاتھ اسی طرح بیع کیا ہو زیادہ قیمت پر خرید لیتے ہین تاکہ نفع پر بیچنے کے وقت قسم کھانے
کی گنجایش ہو کہ ہمنے اتنے کو خریدا ہے یہ فعل بالکل حرام اور سخت دھوکہ ہے کیونکہ خرید اصلی

خرید کو دریافت کرتا ہے اور اُسکے تبلانے کے وقت بھی سمجھتا ہے

مسائل متفرقہ

مسئلہ بعض لوگ استحکام وعدہ بیع کے لیے ایک آدھ روپیہ پیشگی دیجاتے ہین اور اُسکو بیعانہ کہتے ہین اور اگر کسی وجہ سے خریدار کی جانب سے وعدہ خلافی پیش آوے تو بائع وہ روپیہ واپس نہین دیتا یہ کسی طرح درست نہین گو وعدہ خلافی بلا وجہ بُری بات ہے مگر اُسکا روپیہ مار لینے کا کوئی حق نہین **مسئلہ** بعض لوگ اس شرط سے بیعانہ لیتے ہین کہ اگر اس سے زائد قیمت دینے والا نہ آیا تب تو یہ چیز تمھاری رہی ورنہ تمکو بیعانہ واپس کرکے اُس شخص کو یہ چیز دیدیجاوے گی تو اس مین تین صورتین ہین ایک یہ کہ یہ معاہدہ مذکورہ بطور وعدہ بیع کے ہو بیع نہو تب تو اس معاہدہ کے یہ معنی ہونگے کہ ابھی تمھارے ہاتھ فروخت نہین کرتے بلکہ انتظار دوسرے خریدار کا کرتے ہین اگر اُس نے زیادہ قیمت دی اُسکے ہاتھ فروخت کردینگے ورنہ اسقدر قیمت پر تمھارے ہاتھ فروخت کردینگے اسطرح یہ معاملہ درست ہے لیکن چونکہ مان لیا گیا ہے کہ ابھی بیع نہین ہوئی اس لیے بائع اور مشتری دونون اس معاہدہ کی تکمیل نہ کرنے کے مختار ہین کوئی کسی کو مجبور نہین کرسکتا مثلاً اگر کوئی زیادہ کا خریدار نہ آیا اور مشتری نے بھی نہ لینا چاہا تو بیعانہ واپس کردینا واجب ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ درست بیع ہوگئی مگر قطعی نہین ہوئی بلکہ خیار شرط کے طور پر ہوئی یہ بھی جائز ہے مگر اس مین تمام احکام بیع خیار کے جاری ہونگے جس کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ بیع قطعی ہوگئی پھر اُس مین وہ شرط مذکور لگائی سو چونکہ یہ شرط فاسد ہے اس لیے یہ بیع نادرست ہے **مسئلہ** اکثر لوگ اُدھار سودا لینے والے کو گران دیتے ہین مثلاً نقد قیمت دینے والون کو روپیہ کا بیس سیر غلہ دیتے ہین اور جو شخص ہفتہ دو ہفتہ کے قیمت دیگا اُسکو اٹھارہ سیر دیتے ہین یہ جائز ہے اسکا کچھ مضائقہ نہین مگر یہ ضرور ہے کہ اوّل اسکی صفائی کرلیجاوے کہ قیمت نقد ملے گی یا اُدھار اور اگر ملتوی بیع کردیا اور بیع کرنے کے ساتھ یہ کہا کہ تم یہ سودا لیے جاتے ہو اگر ابھی قیمت دیجاؤگے تو ایک روپیہ ورنہ سوا روپیہ یہ البتہ جائز نہین **مسئلہ** اپنے

مال کا اختیار ہی جسقدر نفع چاہین اُس مین حاصل کرین اگر ایک پیسہ کی چیز سو روپیہ کو فروخت
کرین اجازت ہی بشرطیکہ خریدار سے کوئی دھوکہ بازی نکرین صاف کہدین کہ مین اتنے کو
فروخت کرونگا خواہ لو یا نہ لو البتہ اگر نفع پر فروخت کرنے کا معاہدہ ہوا ہے یا ایک شخص نے
بذریعہ اشتہار زبانی یا تحریری اعلان کر رکھا ہے کہ میری دُکان مین ایک آنہ نفع پر مال ملا
کریگا ان دونون صورتون مین زیادہ نفع لینا دھوکہ اور حرام ہے **مسئلہ** منقولات مین سے
جو چیز خریدی جب تک کہ اپنے قبضہ مین نہ آجاوے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہین
پس قبل مال پہونچنے کے صرف بیجک دکھلا کر معاملہ کرنا درست نہین ہوگا **مسئلہ** اگر ایک روپیہ
کو کوئی چیز فروخت کی اور خریدار نے بجائے روپیہ کے ایک روپے کے پیسے دیدیے تو
لے لینا جائز ہے اسی طرح اگر باہم رضامندی ہوجاوے کہ اس روپے کی جگہ فلان کپڑا یا اسقدر
غلہ ہمکو دیدو یہ بھی جائز ہے لیکن چونکہ یہ مبادلہ ہے اس لیے ربوا کی صورتون سے اسمین
احتیاط کرنا چاہیے شلاً بیس روپے کسی کے ذمے چاہیین اور بجائے اسکے بیس روپے کی
اشرفی ادا کرنا قرار پایا سو اس مین یہ واجب ہوگا کہ جس مجلس مین یہ تجویز قرار پائی ہی اُسی مجلس
مین اشرفی لے لی جاوے یہ نہو کہ تجویز طے کرکے علیحدہ ہوجاوین پھر دوسرے موقع پر اشرفی
لی جاوے **مسئلہ** بعد تکمیل بیع کے اگر قیمت مین کچھ رعایت کردی جاوے خواہ بائع کی جانب
سے یعنی تخفیف کردی جاوے یا مشتری کی جانب سے یعنی بڑھا دیجاوے یہ درست ہی اسیطرح
جو چیز مول لی ہے اُسمین کچھ بیشی کردیجاوے یہ بھی جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ اکثر جگہ
جو دستور ہے کہ بعد سودا لینے کے بائع سے کچھ اور مانگ لیتے ہین بعضے اس کو روُنگا کہتے
ہین اور بعضے لُبھاؤ بولتے ہین اگر بائع خوشی سے دیدے تو کچھ مضائقہ نہین **مسئلہ**
بعضے لوگ جانورون کو کھلانے کے لیے کچی کھیتی گیہون یا جَو وغیرہ خرید لیتے ہین اسکو
خُوید کہتے ہین تو یہ جائز ہے جیسا اوپر مذکور ہوا مگر بعضے جو یہ شرط ٹھہرا لیتے ہین کہ بعد
کاٹنے کے بائع اُسکو دوبارہ پانی دے اور اُس سے جو دوبارہ پیداوار ہوگی اُسکو بھی
ہم ہی خریدتے ہین سو اس صورت مین اوّل تو ایک جُزو مبیع کا موجود نہین دوسری پانی دینا
بائع کے ذمے رکھا گیا ہے جو کہ شرط فاسد ہے اس لیے یہ بیع ناجائز ہے **مسئلہ** بعض جگہ

جو روں مین بھرا ہوا غلّہ کسی خاص نرخ سے اس طرح خریدتے ہین کہ مع بوروں کے وزن کر لیا اور اُنہین سے ایک بورا خالی وزن کرکے تمام بوروں کو ہموزن ترازو دیگر حساب کرکے اُسقدر منہا کر دیا یہ جائز نہین کیونکہ ممکن ہے کہ بوروں کے وزن مین کچھ کمی بیشی ہو اگر ایسی ضرورت ہو تو اُسکا طریقہ یہ ہے کہ اس حساب سے جسقدر وزن غلّہ کا قرار پایا ہے اُس وزن سے معاملہ کو متعلق نہ رکھین بلکہ بالمقطع یہ کہدیا جاوے کہ اس مجموعہ غلّہ کے یہ دام ہین خواہ بوروں مین جسقدر سمجھا گیا ہے اُسی قدر ہو یا اُس سے کم و زیادہ ہو اور طرفین اسپر رضامند ہو جاوین اسطرح درست ہو مسئلہ بعض جگہ غلّہ کھتّوں مین بھرا ہوتا ہے صرف بیجک دکھلا کر اُسکو فروخت کر دیتے ہین اور خریدار دوسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کر دیتا ہے بعض اوقات یہ سلسلہ دُور تک چلتا ہے یہ جائز نہین لیکن دو شرط سے جائز ہو سکتا ہے اوّل یہ کہ گو اپنے حساب سے اُسکو ایک خاص مقدار پر سمجھ رکھا ہے مگر معاملہ اُس وزن پر نہ کرین بلکہ یون کہین کہ جسقدر غلّہ اُس مین مدفون ہے وہ اتنے کا ہے دوسرے یہ کہ خریدار اول اُس کھتّے پر قبضہ کر لے اور پھر وہ بھی خریدار آیندہ کے ہاتھ ان ہی شرطون کے موافق فروخت کرے لیکن اگر بتلائی ہوئی مقدار سے کچھ کمی بیشی نکل آوے تو کوئی جوابدہ نہین ہے

سُود کا بیان

اِسکے مسائل بہت نازک ہین اکثر لوگ باوجود نیک نیتی کے اس گناہ مین مبتلا ہو جاتے ہین اسلیے اوّل ایک قاعدہ کلیّہ لکھا جاتا ہے اُسکے سمجھ لینے سے سیکڑون ہزارون صورتون کا حکم معلوم ہو جاویگا اسکے بعد چند فرعی مسئلے بطور تمثیل کے لکھے جاوینگے اُس قاعدے کے لیے ایک اول تمہید سمجھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جن چیزون سے معاملہ متعلق ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہین یا تو وزن سے اُنکا لین دین ہوتا ہے یا کسی ظرف سے ناپی جاتی ہین یا نہ تولی جاوین اور نہ کسی ظرف سے ناپی جاوین مثلاً غلّہ کہین تولکر بیچنے کا دستور ہے کہین برتن مین بھر کر ناپنے کا یہ چیزین موزون اور مکیل کہلاتی ہین اور چاندی اور سونا بھی موزون ہے گو بوجہ معیّن ہونے وزن سکّہ کے روپیہ اشرفی کو کوئی نہ تولتا ہو

اور جو چیز گن کر بیچی جاوے یا گز دن سے ناپ کر وہ قسم سوم مین داخل ہے یعنی نہ موزون ہے نہ مکیل ہے اس موزون اور مکیل ہونے کی صفت کو قدر کہتے ہین اب اِس لفظ مختصر کو یاد رکھنا چاہیے دوسرا امر یہ جاننا چاہیے کہ ہر شئے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے مثلاً گیہون کا گیہون ہونا چاندی کا چاندی ہونا کپڑے کا کپڑا ہونا اسکو جنس کہتے ہین یہ لفظ بھی یاد رکھنا چاہیے اب یہ دو لفظ یاد رکھنے کے قابل ہوتے ایک قدر دوسرا جنس یہ دونون لفظ آگے کام آوین گے پس جن اشیا مین مبادلہ واقع ہوتا ہے کبھی وہ قدر مین متحد اور مشترک ہوتے ہین اور جنس مین مختلف مثلاً گیہون اور چنا کہ قدر مین تو مشترک ہین کیونکہ دونون یا موزون ہین یا مکیل مگر جنس مختلف ہے کیونکہ ایک کی حقیقت گیہون ہے دوسرے کی حقیقت چنا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جنس مین اتحاد ہوتا ہے مگر قدر مین اتحاد نہین ہوتا مثلاً تنزیب تنزیب کہ جنس یعنے حقیقت تو متحد ہے مگر قدر یعنے مکیل اور موزون ہونا بالکل ندارد ہے جب قدر ہی نہین تو اتحاد قدر کہان یا بکری بکری کہ جنس تو ایک مگر چونکہ موزون اور مکیل نہین اس لیے نہ قدر ہے نہ اتحاد قدر اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قدر بھی متحد اور جنس بھی متحد جیسے گیہون گیہون کہ قدر بھی ایک اور جنس بھی ایک۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک جیسے روپیہ اور کپڑا یا روپیہ اور جانور کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک پس یہ اشیا چار قسم کی نکلین متحد القدر والجنس متحد القدر غیر متحد الجنس متحد الجنس غیر متحد القدر غیر متحد الجنس والقدر۔ جب یہ تمہید سمجھ مین آگئی اب وہ قاعدہ سمجھنا چاہیے وہ قاعدہ یہ ہے کہ جو دو چیزین متحد القدر والجنس ہون اُنکے مبادلہ مین دو امر واجب ہین ایک یہ کہ دونون وزن یا پیمانہ مین برابر سرابر ہون دوسرے یہ کہ دونون دست بدست ہون مثلاً اگر گیہون گیہون کا باہم بدلنا چاہین تو نہ اس مین کمی بیشی درست ہے یعنی ایک صرف سیر بھر ہو اور دوسری جانب سوا سیر یہ درست نہین بلکہ دونون طرف سیر سیر یا سوا سوا سیر ہونا ضرور ہے اور نہ یہ درست ہے کہ ایک تو سیر دست لے لے اور دوسرا کل یا پرسون یا تھوڑی دیر کے بعد لے بلکہ ایک مجلس مین دونون کو اپنا اپنا حق لے لینا واجب ہے اور جو چیزین متحد القدر غیر متحد الجنس ہون یا متحد الجنس غیر

متحد القدر ہون ان دونون قسمون کا حکم ایک ہے وہ یہ کہ انمین کمی بیشی تو جائز ہے مگر اُدھار جائز نہین مثلاً گیہون اور چنا آپس مین بدلنا چاہین یہان قدر ایک ہے اور جنس ایک نہین یا بکری بکری بدلنا چاہین یہان جنس ایک ہی مگر قدر ایک نہین کیونکہ قدر کہتے ہین وزن اور کیل کو اور وہ یہان ہے نہین تو انمین کمی بیشی تو جائز ہے یعنی گیہون سیر بھر ہون اور چنا دو سیر مثلاً ایک طرف ایک بکری دوسری جانب دو بکری یہ تو درست ہے مگر ایک جانب نقد اور دوسری جانب اُدھار ہو یہ جائز نہین دست بدست لین دین واجب ہے اور جو چیزین نہ متحد القدر ہون نہ متحد الجنس اُن مین کمی بیشی بھی جائز ہے اور نقد اُدھار کا فرق بھی جائز ہے مثلاً سو روپیہ کا گھوڑا لیا تو یہان نہ جنس متحد ہے نہ قدر اس جگہ نہ دست بدست ہونا ضرور ہے نہ برابری ہونا ضرور ہے۔ پس اس قاعدہ کا حاصل چار قاعدے ہوئے **قاعدہ اول** اشیاء متحدۃ القدر و متحدۃ الجنس مین برابری اور دست بدست ہونا واجب ہے **قاعدہ دوم** اشیاء غیر متحدۃ القدر و غیر متحدۃ الجنس مین نہ برابری واجب ہے نہ دست بدست ہونا واجب ہے **قاعدہ سوم** اشیاء متحدۃ الجنس غیر متحدۃ القدر مین دست بدست ہونا واجب ہے اور برابری ضرور نہین **قاعدہ چہارم** اشیاء متحدۃ القدر غیر متحدۃ الجنس مین بھی مثل قاعدہ سوم دست بدست ہونا واجب ہے اور برابری ضرور نہین ان چارون قاعدون کے خلاف جب لین دین ہوگا وہ شرعاً سود مین داخل ہے یعنی جسجگہ دست بدست ہونا واجب ہے وہان اگر ایک جانب بھی اُدھار ہو سود ہو جاویگا اور جہان برابری ضروری ہے وہان اگر کسی طرف کمی بیشی ہوگی سود ہو جاویگا اور جہان برابری اور دست بدست ہونا دونون امر واجب ہین وہان اُدھار سے بھی سود ہو جاویگا اور کمی بیشی سے بھی سود ہو جاویگا اب چند مسائل جزئی معلوم کر لینا چاہیے **مسئلہ** اکثر گھرون مین دستور ہے کہ گیہون کا آٹا مکائی کے آٹے سے بدل لیتے ہین یا خود گیہون اور مکائی کا مبادلہ کرتے ہین اگر دونون دست بدست ہون جائز ہے گو ایک کم ہو دوسرا زیادہ کیونکہ قدر مین دونون متحد ہین اور جنس مین مختلف اسلیے کمی بیشی درست ہے مگر اُدھار درست نہین **مسئلہ** اگر ہمنے

اور نئے گیہون آپس مین بدلے جاتے ہین سو اسکے درست ہونے کی دو شرطین ہین ایک یہ کہ دونون برابر ہون دوسری یہ کہ دست بدست ہون گرچہ ایک جانب گیہون بیش قیمت ہون دوسری جانب کم قیمت جب بھی زیادتی کمی جائز نہین کیونکہ یہان جنس اور قدر دونون متحد ہین اسلیے نہ کمی بیشی درست ہے اور نہ اُدھار **مسئلہ** اگر کسی مقام پر بوجہ اختلاف نرخ کے ایک جنس کی چیزون کو کمی بیشی کے ساتھ بدلنا منظور ہو مثلاً ایک شخص کے پاس تیس سیر والے گیہون ہین اور دوسرے کے پاس چالیس سیر والے خراب گیہون ہین اور ان کو باہم بدلنا چاہتے ہین یہان برابر بدلنے مین ایک کا نقصان ہے اور کمی بیشی بوجہ اتحاد جنس کے جائز نہین اسکا طریقہ جواز کا یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ اپنے گیہون بعوض روپیہ کے فروخت کر دے گو روپیہ نقد موجود نہو جب وہ روپیہ اسکے ذمہ واجب الادا ہو جاوے اُس سے کہے کہ اس روپیہ کے عوض ہمکو یہ گیہون دیدو اور وہ اپنی رضامندی سے دیدے اس طرح درست ہو جاوے گا **مسئلہ** بعض اوقات مستورات گیہون کے آٹے کے عوض برابر بدلتی ہین اور گیہون کے ساتھ اُسکی پسائی کی اجرت بھی دیدی جاوے یہ جائز نہین خواہ پسائی دین یا ندین اسیطرح گیہون اور ستو کا مبادلہ یا آٹے اور ستو کا مبادلہ جبکہ یہ ایک ہی قسم کے غلے سے ہون جائز نہین اگرچہ برابر سرابر اور دست بدست ہو اسکی وجہ عوام کی سمجھ مین نہین آسکتی البتہ اگر ایسی ضرورت واقع ہو تو وہی تدبیر مذکور کیجاوے کہ ایک چیز کو دامون کے عوض فروخت کر دین پھر اُن دامون سے دوسری چیز خرید کر لین **مسئلہ** اُدھار اس جگہ ناجائز ہے جہان دو چیزون مین اولاً بذلاً مقصود ہو جیسے اوپر کے دو مسئلون مین کہ گیہون اور مکائی یا پُرانے اور نئے گیہون مین مبادلہ واقع ہوا ہے ان مین اُدھار درست نہوگا اور جہان اولاً بذلاً مقصود نہوگا بلکہ اپنے پاس ایک شئے کے موجود نہونے کی وجہ سے اُدھار لینے سے محض یہ مقصود ہو کہ اسوقت اپنا کام نکال لیا جاوے اور جب اپنے پاس ہوگا اُسکو اُسکا حق ادا کر دینگے اس صورت مین اُدھار درست ہے مگر اسکا حکم یہ ہے کہ جیسی چیز اُدھار لی ہے ویسی ہی اور اتنی ہی ادا کر دیجاوے نہ کمی بیشی کی شرط درست ہے اور نہ دوسری جنس کا ٹھہرانا درست ہے اور نہ اچھی بُری کا فرق مقرر کرنا جائز ہے مثلاً ایک شخص کے

پاس اسوقت آٹا نہین اپنے پڑوسی سے سیر بھر آٹا قرض لے لیا سو ظاہر ہے کہ اسکو خاص مبادلہ کرنا مقصود نہین کیونکہ اگر اسکے پاس موجود ہوتا تو وہ پکا لیتا بدلتا کیون پھرتا ۔ بلکہ محض اسوقت کی کارروائی مقصود ہے اور جب اسکے پاس ہوگا اُسکا آٹا ادا کردیگا اس مین کوئی مضائقہ نہین مگر قرض لینے کے وقت یہ شرط ٹھہرانا درست نہوگا کہ سیر بھر کا سوا سیر دینگے یا اس سے عمدہ آٹا دینگے یا گیہون کا لیتے ہین مکائی یا چنے کا دیگے اگر ایسی شرط ٹھہرا دینگے تو یہ سود ہوجاویگا کیونکہ مبادلہ مقصود ہوگیا اور جواز مبادلہ کے شرائط یہان مفقود ہین البتہ اگر محض رعایت کرکے جیسا لیا تھا اُس سے اچھا ادا کردیا یا دوسرے شخص نے رعایت کرکے اُس سے گھٹیا قبول کرلیا یا وقت مطالبہ کے یہ کہا کہ ہمارے پاس گیہون کا آٹا اسوقت نہین ہے اُسکے عوض مکائی کا لیلو خواہ کم یا زیادہ اور دوسرا رضامند ہوگیا اور جسوقت یہ رضامندی باہمی ہوئی ہو اُسیوقت حساب بیباق کردیا تو جائز ہے اگر بعد اس رضامندی کے نصف کا عوض غیر جنس سے دیا گیا اور نصف حق باقی رہا تو جائز نہوگا اگر کسی شخص کے پاس بقدر نصف کے غیر جنس موجود ہو تو چاہیے کُل کے معاوضہ مین غیر جنس نہ ٹھہرادین بلکہ یون کہین کہ تم اپنے نصف حق واجب کے عوض یہ غیر جنس لے لو اور نصف کا مطالبہ بدستور باقی و قائم رہے گا پھر اُس نصف کے عوض اگر عین جنس دینا چاہین تب تو کچھ کلام ہی نہین اور اگر غیر جنس دینا چاہین تو اُسکے لیے رضامندی جدید کی ضرورت ہوگی اور اُسکے لیے بھی ضرور ہوگا کہ جسوقت باہمی رضامندی ہوئی ہے اُسیوقت بیباق کرلیا جاوے غرض یہ کہ کُل حق کے عوض غیر جنس کا طے ہوجانا اور پھر کچھ وصول ہونا اور کچھ رہجانا جائز نہین

مسئلہ اکثر دستور ہے کہ سرسون کے عوض سرسون کا تیل لیتے ہین سو اسکا حکم یہ ہے کہ سرسون مین جو تیل نکلے گا اگر وہ یقینی اس تیل سے کم ہو تب یہ مبادلہ درست ہے اور اگر وہ تیل سرسون مین سے نکلنے والا اس تیل سے زیادہ ہو یا برابر ہو یا برابری اور کمی بیشی کا حال معلوم نہو تو یہ مبادلہ درست نہین اور اگر ایسا ہی بدلنا ضروری ہو تو اسکے جواز کا حیلہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنے سرسون کو بعوض روپیہ یا پیسون کے خرید کیا جاوے پھر اُن پیسون یا روپیہ کا تیل خرید لیا جاوے گو یہ روپیہ پیسہ نقد نہ دیا جاوے

غرضکہ ایسا معاملہ بھی درست ہو جاویگا **مسئلہ** اکثر بنکون مین لین دین سود کا ہوتا ہے اسلئے ان مین روپیہ داخل کرکے حصہ دار بنکر اُسکا نفع لینا درست نہین کیونکہ کارکنان بنک ایسے مالکان روپیہ کے وکیل ہین اور وکیل کا فعل مثل فعل موکل ہے گویا اس روپیہ والے نے خود لین دین سود کا کیا البتہ جس کارخانہ مین سود کا لین دین نہو اور نہ اور کوئی فاسد معاملہ ہو اُس سے معاملہ مضاربت کرنا درست ہے **مسئلہ** بعض سودی بنکون مین روپیہ امانۃً جمع کردیتے ہین اور اُسکا نفع نہین لیتے سو چونکہ بالیقین بنک مین روپیہ بعینہٖ محفوظ نہین رہتا کاروبار مین لگا رہتا ہے اسلیے وہ امانت نہین رہتا بلکہ قرض ہوجاتا ہے اور گو اس شخص نے سود نہین لیا مگر سود لینے والون کی اعانت قرض سے کی اور اعانت گناہ کی گناہ ہے اسلیے روپیہ داخل کرنا بھی درست نہین **مسئلہ** بعضے لوگ اپنا روپیہ جو کسی تجارت کی کوٹھی مین جمع کرکے کم یا زیادہ روپیہ کی عوض دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیتے ہین اس مین دو خرابیان ہین ایک تو یہ کہ دست بدست نہین اور دوسرے برابر سرابر نہین اور روپیہ کے عوض جو روپیہ فروخت کیا جاوے اس مین دونون امر شرط ہین اسلیے یہ جائز نہین البتہ اگر برابر سرابر روپیہ کے مقابلہ مین دیا جاوے تو تبادل حوالہ یہ معاملہ درست ہے اسیطرح نوٹ جو بکتا ہے وہ بھی حقیقت مین حوالہ ہے وہ بھی اسی شرط سے درست ہے کہ جتنے کا نوٹ ہے اُتنے ہی کو فروخت ہو ورنہ کمی بیشی مین سود ہو جاویگا۔ **قاعدہ ضروریہ** قرض دینے والے کو قرض لینے والے سے قرض کے دباؤ یا رعایت سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی کو کچھ قرض دے پھر وہ قرض لینے والا اس شخص کو کچھ ہدیہ دے یا گھوڑے وغیرہ پر سواری دے تو اس شخص کو چاہیے کہ نہ سوار ہو اور نہ ہدیہ قبول کرے ہان اگر پہلے سے ان دونون مین اس قسم کے رسوم جاری ہون مضائقہ نہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے **شعب الایمان** مین اور اُن ہی سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُسکو چاہیے کہ کوئی ہدیہ نہ لے روایت کیا اسکو بخاری نے

اپنی تاریخ مین اسقاط بسند متفق مین اور ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ مین مدینہ منورہ
مین آیا اور عبداللہ بن سلام سے ملا اور اُنھون نے فرمایا کہ تم ایسی سرزمین مین رہتے ہو
جہان سود کی کثرت ہے تو جب کسی شخص کے ذمے تمھارا کچھ حق چاہتا ہو اور وہ تمھارے پاس
بھوسا یا جو یا گھانس کی گٹھری بھیجے تو تم اسکو مت لینا کیونکہ یہ سود ہے روایت کیا اسکو بخاری
نے یہ تینون حدیثین مشکوٰۃ سے نقل کی گئین ہین اس قاعدے سے بہت سے مسائل معلوم ہوگئے
ہین بطور تمثیل کے بعضے مذکور ہوتے ہین **مسئلہ** بعض مقروض دستکاندار بوجہ رعایت قرض
کے قرضخواہ کو بلا نفع سودا دیتے ہین قاعدہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ یہ درست نہین **مسئلہ**
اسی قاعدے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ زمینداروں مین جو ایک عام عادت ہے کہ زمین
صحرائی یا مکان رہن رکھکر اُس سے منتفع ہوتے ہین ہرگز جائز نہین اور بعض کتابون
کی عبارت سے جو شبہہ پڑگیا ہے وجہ اُس کی غلط فہمی ہے مقصود اُس عبارت سے اباحت
انتفاع نہین ہے کیونکہ یہ قاعدہ مذکورہ کے خلاف ہے جسکو جمیع فقہا قبول کرکے
یہ کلیہ مقرر کرچکے ہین کل قرض جر نفعا فھو ربوا بلکہ معنی اُس عبارت کے یہ ہین کہ بدون
اذن راہن کے اگر مرتہن منتفع ہو تو اُسپر بوجہ غاصب ہونے کے ضمان لازم آتا ہے
اذن دینے سے ضمان لازم نہین آوے گا سو ضمان لازم نہ ہونے سے مباح و حلال
ہونا ثابت نہین ہوتا دیکھیے چور کا ہاتھ کاٹا جانا ضمان کو ساقط کردیتا ہے مگر سرقہ کو
مباح و حلال نہین کرتا چنانچہ ہدایہ اور اُسکے حاشیہ غایۃ البیان کی عبارت نقل کیجاتی
ہے ولیس للمرتہن ان ینتفع بالرہن لا باستخدام ولا سکنی ولا لبس الا ان یاذن لہ المالک
لان لہ حق الحبس دون الانتفاع ولیس لہ ان یبیع الا بتسلیط من الراہن ولیس لہ ان یواجر
ولا یعیر لانہ لیس لہ ولایۃ الانتفاع بنفسہ فلا یملک تسلیط غیرہ فان فعل کان متعدیا ولا یبطل
عقد الرہن بالتعدی (ہدایہ) لان المالک رضی بحبسہ لا بانتفاعہ فاذا استعملہ بوجہ من الوجوہ
کان غاصبا وضمن قیمتہ بالغۃ ما بلغت فان کان باذن المالک فلا ضمان علیہ لان الحجر
لحقہ وقد رضی بہ (غایۃ البیان) قلت قد سلک الاستخدام والسکنی واللبس والبیع و
الاجارۃ والاعارۃ فی سلک واحد حیث اجاز کل واحد منہا باذن المالک وظاہر انہ

لایباح ثمن المرہون بعد بیعہ مع بقاء اصل الدین فکذلک حکم سائر ما ذکر۔ اور اگر کسی عبارت
مین حلت یا اباحت کا لفظ پایا جاوے تو وہ اُس صورت مین ہے کہ وقت عقد کے نہ انتفاع
کی شرط ٹھہری ہو نہ وہان اسکا رواج ہو نہ قرض کا دباؤ ہو ابتداءً و اتفاقاً و تبرعاً اجازت
انتفاع کی ہو جاوے ایسی حالت مین انتفاع درست ہے لیکن اس صورت مین وہ شئے رہن سے
خارج ہو جاویگی محض عاریت رہجاویگی چنانچہ اگر حالت استعمال مین وہ شئے تلف یا خراب
ہو جاوے تو ضمان لازم نہ آویگا اور قرضہ مین محسوب نہوگا۔ قلت و علیہ یحمل حدیث الظہر یرکب
بنفقتہ الخ اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے بعض لکھے پڑھے لوگ اس آفت مین مبتلا ہین اللہ تعالے
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے سے ہر بلا سے محفوظ رکھے مسئلہ زمیندارون
مین ایک معاملہ بنام بیع بالوفا کے مشہور ہے اور اس لفظ کا استعمال دو صورتون مین کرتے
ہین جن مین ہر ایک کا جدا حکم ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تم ہماری
زمین یا دکان یا باغ سو روپیہ کے عوض مین رکھ لو اگر ایک سال کے اندر مثلاً مین نے زر رہن
ادا کر دیا تو اپنی زمین وغیرہ واپس کر لونگا اور اگر اس مدت کے اندر روپیہ نہ دیسکا
تو بس اسی روپیہ مین تمھارے ہاتھ بیع ہے اس صورت کو بعضے عوام بیع بالوفا کہتے ہین
مگر فقہا کے کلام مین جو یہ لفظ مستعمل ہے اس سے یہ صورت مراد نہین بلکہ اگلی صورت
مراد ہے بہرحال اسکا نام جو کچھ بھی رکھا جاوے حکم اسکا یہ ہے کہ یہ معاملہ بالکل باطل اور
حرام ہے بلکہ بوجہ تعلیق الملک بالخطر کے قمار مین داخل ہے جسکی حرمت قرآن مجید مین
منصوص ہے اور خاص اس صورت کی ممانعت حدیث شریف مین آئی ہے عن سعید بن المسیب رض
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرہن من صاحبہ الذی رہنہ لہ غنمہ و علیہ غرمہ
رواہ الشافعی مرسلاً و روی مثلہ او مثل معناہ لا یخالفہ عنہ عن ابی ہریرۃ رض متصلاً
(مشکوٰۃ المصابیح) کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے ذکر الکرخی عن السلف کطاؤس و ابراہیم و غیرہما انہم
اتفقوا علی ان المراد لا یحبس الرہن عند المرتہن احتباساً لا یمکن فکاکہ بان یکون مملوکاً للمرتہن
والدلیل علیہ ما روی عن الزہری ان اہل الجاہلیۃ کانوا یرتہنون و یشترطون علی الراہن
انہ ان لم یقض الدین الی وقت کذا فالرہن مملوک للمرتہن فابطل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک لقولہ لا یغلق الرہن وقیل لسعید بن المسیبؓ ہو قول الرجل ان لم یأت بالدّین الی وقت کذا فالرہن بیع بالدّین فقال نعم آہ - دوسری صورت جو بعض کتب فقہ مین مذکور رہے یہ ہے کہ رہن کیا ہی نہین بلکہ اوّل ہی سے بیع کر دیا مگر مشتری سے جدا گانہ وعدہ لے لیا یعنے بیع کے اندر شرط نہین ٹھہرائی بلکہ بیع سے علحدہ مستقل وعدہ لے لیا کہ ہم ایک سال کے اندر مثلاً تمکو زر ثمن واپس کر دین تو تم اس بیع کو فسخ کر کے یہ شئے مبیع ہمکو واپس دیدینا یہ صورت متقدمین علما کے نزدیک تو جائز نہین کیونکہ اصل مقصود رہن کرنا ہے بیع کا محض حیلہ ہے صرف اس غرض کے لیے کہ منافع مرہون کے جائز ہو جاوین اور اگر بیع بھی کہا جاوے تب بھی مشروط ہے ساتھ شرط فاسد کے اور گو لفظون مین اس معاہدہ کو صیغۂ بیع سے جدا کر دیا گیا ہے تاہم جانبین کا مقصود تو یہی ہے کہ بیع مین یہ شرط داخل ہی یہی وجہ ہے کہ مشتری اگر وعدہ خلافی کرے تو آپس مین تکرار ہوتی ہے اور متاخرین نے کچھ تاویلین کر کرا کر اس صورت کو جائز کہدیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ** بعض سود خوارون نے یہ حیلہ نکالا ہے کہ اُنکے پاس کوئی شخص قرض مانگنے آیا اُنھون نے ایک رومال مین سو روپیہ باندھکر کہا کہ یہ مجموعہ ایک سو پانچ روپیہ کا ہے سو روپیہ کے عوض سو روپیہ اور رومال کے بدلے پانچ روپیہ دوسرے شخص نے قبول کر لیا اور ادا کرتے وقت ایک سو پانچ روپیہ دیدیا یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اصل مقصود یہ ہے کہ سو روپیہ کے عوض ایک سو پانچ روپیہ لون رومال کی بیع ہرگز مقصود نہین محض حیلے کے لیے صورت بیع کی اختیار کی ہے اور اگر بیع کو مقصود بھی مان لیا جاوے تب بھی چار پیسے کا رومال پانچ روپیہ کو صرف اس دباؤ سے خریدا ہے اگر نہین خریدتے تو قرض نہین ملتا اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے کہ جو نفع قرض کے دباؤ سے حاصل ہو وہ سود ہے اُسکی ممانعت حدیث شریف مین صاف آئی ہے قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل سلف وبیع الخ مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داؤد والنسائی اسیطرح جس جگہ چاندی کو چاندی کے بدلے یا سونے کو سونے کے بدلے کم وزیادہ کر کے بیچنا منظور ہو مگر حیلۂ جواز کے لیے کم جانب مین ایک پیسہ یا ایک پائی مثلاً ملا لین کہ جسکی قیمت اسقدر نہو جسقدر دوسری طرف زیادہ مال ہے یہ بھی مکروہ ہے کذا فی الہدایہ اور معاملات مین مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے کذا قالوا امام محمدؒ فرماتے ہین

کہ میرے دل مین ایسی بیع پہاڑ کے برابر گران معلوم ہوتی ہے کذا فی فتح القدیر۔ اسیطرح ایک صورت بیع عینہ کی ہے وہ یہ ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض مانگے عمرو نے کہا کہ قرض تو نہین دیتا مگر ہان دس روپیہ کا مال بارہ روپیہ مین مثلاً لیجاؤ اور دس روپیہ کو کسی کے ہاتھ فروخت کرکے اپنی کارروائی کرلو اور جب تمھارے پاس ہو بارہ روپیہ زر ثمن مجکو ادا کردینا یہ بھی مکروہ ہے کذا فی الہدایہ سود خوارون نے یہ صورت اختراع کی ہے کذا فی الکفایہ امام محمد نے بھی اسکے حق مین بھی وہ الفاظ فرماتے ہین جو اوپر مذکور ہوئے اور حدیث شریف مین بھی اسکی مذمت آئی ہے اور پیشین گوئی فرمائی گئی ہے کہ جب تم ایسا کروگے ذلیل و خوار ہوجاؤگے اور غیر قومین تمپر غالب آجاوینگی کذا فی فتح القدیر۔ مسئلہ بعض لوگون نے مرہون سے منتفع ہونے کا یہ حیلہ نکالا ہے کہ مثلاً اسی روپیہ کو ایک زمین رہن رکھی اور راہن سے یہ شرط ٹھہرائی کہ یہ زمین ہمکو ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر دیدو اور کرایہ زر رہن مین وضع ہوتا رہے گا یہانتک کہ اسی برس مین کل روپیہ ادا ہوجاویگا اور زمین چھوڑ دیجاویگی اور اسکے قبل چھڑانا چاہین تو اسی حساب سے جسقدر روپیہ باقی رہیگا وہ لیکر چھوڑ دینگے چونکہ ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر زمین کا دینا محض اس قرضہ کے دباؤ سے ہے اور اوپر یہ قاعدہ معلوم ہوچکا ہے کہ جو رعایت بوجہ قرض کے ہو وہ حرام ہے اسلیے یہ معاملہ حرام اور یہ انتفاع خبیث ہوگا

سلم یعنی بدنی کا بیان

اسکے جواز کی چند شرطین ہین۔ روپیہ پورا پیشگی دیا جاوے جس چیز پر معاملہ ٹھہرا ہے اسکی حالت ایسی مصرح اور مشرح طور پر بیان کردیجاوے کہ پھر احتمال اختلاف کا نہ رہے نرخ اسکا معین ہوجاوے مثلاً کہا جاوے کہ بیس سیر یا پچیس سیر کے حساب سے لینگے اور اگر یون کہا کہ جو نرخ اسوقت ہوگا اس سے پانچ سیر مثلاً زیادہ لینگے یہ جائز نہین۔ اگر اس چیز کے لادنے اٹھانے مین مشقت ہو تو اسکے ادا کرنے کی جگہ بھی بیان ہونا چاہیے مثلاً غلہ خرمن مین لیا جائیگا یا بائع کے مکان پر لیا جاویگا یا مشتری کے مکان پر پہونچا دیا جاویگا کم از کم ایک ماہ کی میعاد مقرر ہونا چاہیے اس سے کم نہو زیادہ کا مضائقہ نہین وقت معاملہ سے وقت

اور اتک وہ شئے ہر وقت بازار مین میسر آتی ہو **مسئلہ** اگر وقت پر وہ شئے بہم نہ پہونچ سکے
اور دونون آدمی چاہین کہ اُسکے عوض دوسری چیز دیدی جاوے یہ درست نہین پس دو
بات کا اختیار ہے یا تو اپنا روپیہ لیلے اور پھر اُس روپیہ سے جو چیز چاہے خرید کرے اور یا
مہلت دیجاوے کہ جب وہ چیز میسر ہو وصول کیجاوے **مسئلہ** اگر صورت مذکورہ بیع فسخ ہو
واپس کیا جاوے تو جسقدر روپیہ دیا تھا اُتنا ہی لیا جاوے بعض جگہ جو دستور ہے کہ اُس وقت کا
نرخ لگا کر روپیہ بڑھا کر وصول کرتے ہین یہ حرام اور سود ہے **مسئلہ** زید نے عمرو کو
روپیہ دیکر کوئی چیز بطور بدہنے کے ٹھہرائی اب بکر نے زید سے کہا کہ تم اُتنا روپیہ ہمسے لیلو
اور وہ چیز عمرو سے ہمکو دلا دینا یا یون کہا کہ آدھا روپیہ ہمسے لے لو اور عمرو سے جو
کچھ مال ملیگا اُس مین ہمکو نصفی کا شریک کر لو یہ دونون صورتین ناجائز ہین

چاندی سونے کے مبادلے کا بیان

اسکے اکثر مسائل سود کے بیان مین مذکور ہو چکے ہین کچھ یہان مرقوم ہوتے ہین **مسئلہ**
اکثر لوگ روپیہ دیکر ریزگاری لیتے ہین اسطرح کہ کسیقدر اُسوقت لیے اور کچھ دوسرے
وقت لے لیے یہ جائز نہین اسیطرح اگر کچھ سودا لیا اور بقیہ ریزگاری دوسرے وقت لی یہ بھی
جائز نہین **مسئلہ** گوٹہ پٹھہ ٹکہ جو سچے کام کا ہو مثل چاندی کے ہے اگر روپیہ سے خریدا
جاوے تو نہ ادھار درست ہے اور نہ کمی بیشی وزن مین درست ہے اگر بوجہ تفاوت نرخ کی
کم وبیش لینے کی ضرورت ہو تو کم جانب مین کچھ پیسے ملا لیے جاوین جیسا پہلے معلوم ہوا

وکالت کا بیان

مسئلہ زید نے عمرو سے کوئی معین شئے خریدنے کے لیے کہا اور عمرو نے اس
وکالت کو قبول کر لیا اب عمرو کو جائز نہین کہ اُس شئے کو اپنے لیے خرید کرے
البتہ اگر زید کو اطلاع کردے کہ مین تمہارا وکیل نہین بنتا تم میرے بھروسے مت رہو
اور اسکے بعد اُسی شے کو اپنے لیے خرید کرے یہ جائز ہے

صلح کا بیان

مسئلہ کسی شخص کے بیس روپیہ دوسرے شخص کے ذمے واجب ہوں اور وہ کہے کہ خیر
تم پندرہ ہی دیدو یہ جائز ہے مسئلہ اور اگر بیس روپیہ میعادی واجب ہوں مثلاً کوئی مال
بیس روپیہ کو خریدا تھا اور مہینہ دو مہینہ کی مہلت واسطے ادا ے زر ثمن کے ٹھہرائی تھی
اب یوں چاہتا ہے کہ مجکو قبل از میعاد ادا کر دے اور پانچ روپیہ مثلاً کم دیدے یہ
درست نہیں مسئلہ ایک شخص مرا اور اُس نے ترکے میں اسباب و نقد چھوڑا اور اُسکے وارثوں
میں سے ایک شخص نے دوسرے وارثوں سے کہا کہ میں اپنا حصہ تقسیم کر کے لینا نہیں چاہتا
مجکو بالقطع ایک ہزار روپیہ مثلاً دیدو اور تمام ترکے سے دست بردار ہی کرتا ہوں یہ جائز
ہی مگر اس میں دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ ترکہ میں اگر نقد روپیہ بھی ہے تو اُس روپیہ میں
دیکھنا چاہیے کہ شرعاً اُسکا کسقدر حصّہ ہے اگر ایک ہزار روپیہ سے کم بیٹھتا ہے تب تو یہ
صلح جائز ہے اور اگر اسکا حصّہ ایک ہزار یا ایک ہزار سے زائد ہے تب یہ صلح جائز نہیں
دوسرے یہ کہ اسکا حصّہ جسقدر نقد روپیہ میں ہے اُس مقدار روپیہ پر بالفعل اسکا قبضہ کرا دیا
جاوے بقیہ ایک ہزار میں اگر رہجاوے مضائقہ نہیں اور یاد رکھو کہ زیور بھی نقد کے حکم میں
ہی اور اگر ورثہ میں کوئی نابالغ بھی ہے تو اُسکے حق میں یہ صلح اگر زیادہ نقصان رساں نہو تو
جائز ہوگی ورنہ اُسکے حصّے کے قدر میں جائز نہوگی مسئلہ ایک شخص مرا اُسکا کچھ ترکہ تو
موجود ہے اور کچھ روپیہ اُسکا لوگوں کے ذمّے واجب ہے - ایک وارث نے منظور کیا کہ
جسقدر دَین ہے وہ میرے حصّے میں لگا دیا جاوے میں وصول کر لونگا اور نقد ترکہ
دوسرے ورثہ تقسیم کر لیں یہ معاملہ جائز نہیں بلکہ موجود ترکے کو تقسیم کرنا چاہیے اور جسقدر
دَین وصول ہوتا جاوے وہ بھی سب میں تقسیم ہوتا رہے گا

مضاربت کا بیان

یعنے زید نے مثلاً عمرو کو کچھ روپیہ دیا کہ تم اس سے تجارت کرو روپیہ ہمارا اور محنت تمہاری

اُس مین جو کچھ بڑھے اُسکو باہم تقسیم کرلیا کرینگے اِسکو مُضاربت کہتے ہین اور یہ شرعًا درست ہے
مسئلہ نفع کی تقسیم حصون پر ہونا چاہیے مثلاً نصف نفع رب المال یعنے روپیہ والے
کا ہوگا اور نصف نفع مضارب یعنی کارکن کا یا ایک تہائی ایک کا اور دو تہائی دوسرے
کا یا اور جسطرح طے ہو جاوے اور اگر کوئی خاص رقم نفع مین سے ایک کا حق ٹھرایا جاوے
جیسا بعض لوگ کرتے ہین کہ پانچ روپیہ ماہوار یا دس روپیہ ماہوار مال والے کو دیتے رہینگے
باقی کارکن کو یہ سود اور حرام ہے **مسئلہ** اسی طرح اگر یون طے ہوا کہ نفع مین دونون
شریک اور نقصان اگر ہو صرف کارکن پر پڑے یا جسطرح نفع دونون کا نقصان بھی دونون
کا یہ سب باطل اور ناجائز ہے۔ نقصان جب ہو رب المال ہی پر ڈالا جاوے گا۔ صرف
کارکن کی محنت برباد جاویگی اُسکے ذمے روپیہ نہ ڈالا جاویگا **مسئلہ** مضارب یعنی کارکن
کو اجازت نہین کہ وہ روپیہ کسی دوسرے شخص کو بطور مضاربت کو دیدے البتہ اگر رب المال
اجازت دیدے تو مضائقہ نہین **مسئلہ** اسی طرح اگر رب المال نے کسی خاص شئے
کی تجارت کرنے کو کہا تو بدون اُسکی اجازت کے مضارب کو جائز نہین کہ کسی دوسری
شئے کی تجارت اس روپیہ سے کرے **مسئلہ** اگر مضاربت مین کچھ ٹوٹا آوے
تو اوّل نفع سے پورا کیا جاوے گا اصل روپیہ کو باقی اور محفوظ سمجھین گے جب نفع
سے زیادہ ٹوٹا ہوا اب اصل روپیہ پر ڈالا جاویگا **مسئلہ** مضارب اگر تجارت
کے لیے سفر کرے ضروری مصارف خورونوش و کرایہ سواری وغیرہ اُسی تجارتی روپیہ
سے صرف کرنے کا مستحق ہے مگر واپسی سفر کے وقت جو کچھ اُس مین سے بچ جاوے
اُسے مالِ تجارت مین شامل کردے

وَدِیعت یعنی امانت رکھنے کا بیان

مسئلہ اگر امین نے پورے طور سے امانت کی حفاظت کی اور پھر وہ ضائع یا خراب
ہو جاوے تو امین پر تاوان نہ آویگا **مسئلہ** جسوقت مالک اپنی امانت لینا چاہے
امین کو فورًا واپس کردینا چاہیے اگر مانگنے پر بلا عذر توقف کیا اور اب وہ ضائع ہوگی

اس صورت مین اس امین پر تاوان لازم آویگا **مسئلہ** امانت کا استعمال کرنا بلا اجازت مالک کے گناہ ہے مگر جبکہ مالک نے اجازت استعمال کی یا قرض دینے کی دیدی ہو تو اُسوقت استعمال کی حالت مین نقصان آنے سے ضمان نہ آویگا اور جبکہ بلا اذن مالک کے امانت مین تصرف کیا اور وہ امانت ایسی ہے کہ استعمال مین اُسکو خرچ کرنا نہین پڑتا جیسے کتاب یا کپڑا یا گھوڑا کہ باوجود بقا کے استعمال مین آسکتے ہین تو ایسی شئے مین اگر حالت استعمال مین نقصان آوے گا تو اُسکا ضمان واجب ہوگا۔ اور اگر حالت استعمال مین کسی طرح کا نقصان نہین آیا اور بعد استعمال صحیح سلامت احتیاط سے امانت مین رکھدیا تو اب نقصان آجانے سے بھی ضمان لازم نہ آویگا گو بلا اجازت استعمال کرنے کا گناہ اسپر رہا اور اگر وہ شئے ایسی ہے کہ اُسکا استعمال یہی ہے کہ خرچ کردیا جاوے جیسے روپیہ یا کھانے کی چیز تو اُسکے خرچ کرنے سے ہر حالت مین ضمان لازم ہوگا اگرچہ اُسکا بدل امانت مین رکھدیا ہو البتہ اگر وہ بدل مالک کے قبضے مین پہونچا وے اب البتہ ضمان سے بری ہوجاویگا

عاریت یعنی مانگی چیز کا بیان

اگر عاریت دینے والے نے کوئی مدت بھی معین کردی مثلاً یہ کہا کہ ایک مہینے کے لیے تمکو یہ عاریت دیجاتی ہے اس کہنے پر بھی اسکو اختیار ہے کہ اُس میعاد کے قبل جب چاہے واپس کرلے عاریت لینے والا انکار نہین کرسکتا **مسئلہ** عاریت کا حکم بعینہٖ امانت کا سا ہے یعنی اگر باوجود احتیاط کامل کے خراب ہوجاوے ضمان لازم نہین اور بے احتیاطی مین ضمان لازم ہے **مسئلہ** اگر عاریت دینے والے نے استعمال کا کوئی طریقۂ خاص یا مدت خاص معین کردی عاریت لینے والے کو اُسکے خلاف کرنا جائز نہین **مسئلہ** اگر ایک شخص نے دوسرے کو ایک خالی زمین بطور عاریت کے مکان بنانے کے واسطے دی اگر اُس مین کوئی مدت مقرر نہین کی گئی تب تو زمیندار کو اختیار ہے جب چاہے زمین خالی کرالے اور اُسکی عمارت اُکھڑوا دے اور یہ بھی جائز ہے

کہ عمارت کے دام عمارت والے کو دلا دین جو دام اُسکے گرنے کی حالت مین ہون اور اگر کوئی مدت
معین کر دی تھی مثلاً دس سال کے لیے عاریت دی تھی تو اگر دس برس کے اندر زمین خالی
کرانا چاہے تو بوجہ مالک ہونے کے اسکا اختیار تو حاصل ہے اور دوسرے شخص کو زمین خالی
کرنا پڑیگی مگر چونکہ اس شخص نے اُسکو دھوکا دیکر اُسکا نقصان کرایا اسلیے گنہگار بھی ہوگا
اور جسقدر اسکا نقصان ہوگا اُسکی قیمت اُس زمیندار سے دلائی جاویگی اُسکی صورت یون ہے کہ
کھڑی عمارت کی قیمت دیکھی جاویگی کہ کیا ہے مثلاً سو روپیہ کی قرار پائی پھر گر جانے کے بعد
جو ملبہ کی قیمت رہیگی اُسکو دیکھین گے مثلاً پچاس روپیہ رہ گئے تو ان دونون قیمتون مین
جو تفاوت ہے مثلاً مثال مذکور مین پچاس روپیہ کا فرق ہے یہ پچاس روپیہ زمیندار سے
لیکر اُس عمارت والے کو دلائے جاوینگے اور ملبہ بھی عمارت والے کا رہیگا اور اگر بنیاد
عمارت کے گروانے اور بنیاد کے کھدوانے مین زمین کا نقصان سمجھے اور عمارت کی قیمت
دیکر زمین مع عمارت کے لینا چاہے تو یہ اختیار بھی اُسکو حاصل ہے عمارت والے کو
جائز نہین کہ خواہ نخواہ اپنی عمارت اُکھاڑ کر اُسکی زمین کو نقصان پہونچاوے اور
بعینہ یہی سب احکام جاری ہونگے جبکہ باغ یا ایک دو درخت لگانے کے لیے زمین عاریت
دی ہو **مسئلہ** اور اگر کھیتی کے لیے زمین عاریت دی ہو اور ابھی کھیتی کٹی نہین
کہ تقاضا شروع ہوا اسکا حکم یہ ہے کہ جب تک کھیتی کٹ نہ جاوے خالی کرانے کا اختیار
حاصل نہین البتہ جس روز اس نے واپسی کا تقاضا کیا ہے اُس روز سے خالی ہونے تک
اُس زمین کا کرایہ حسب رواج و دستور کھیتی والے سے زمیندار کو دلایا جاویگا تاکہ
دونون نقصان سے محفوظ رہین

ہبہ یعنی کوئی چیز مفت بخشدینے کا بیان

مسئلہ ہبہ مین قبضہ شرط ہے یعنے اگر زید نے زبانی یہ کہدیا کہ مین نے یہ چیز ہبہ کی اور
عمرو نے کہا کہ مین نے قبول کیا مگر عمرو کا قبضہ نہین ہوا تو یہ ہبہ صحیح نہوگا اور وہ شے
بدستور زید کی ملک مین رہیگی **مسئلہ** اگر شے موہوب یعنے جس چیز کو ہبہ کیا جاتا ہے

مشترک ہو یعنی دو تین آدمیون کا اُس مین ساجھا ہو اور اُن مین سے ایک شریک اپنا حصہ کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ تقسیم ہونے کے قابل ہے یا نہین اگر تقسیم ہونے کے قابل نہو یعنی تقسیم کرنے سے اس کام کی نہ رہے جسکے لیے وہ شئے موضوع ہے مثلاً گھوڑا یا چکی یا چھوٹا حمام ایسی چیزون کا ہبہ تو باوجود مشترک رہنے کے جائز ہے اور اگر وہ چیز تقسیم ہونے کی قابلیت رکھتی ہے جیسے گھر یا باغ یا غلہ اسکا حکم یہ ہے کہ اگر اول تقسیم کرکے ہبہ کیا یا ہبہ کے بعد تقسیم کرکے قبضہ کرا دیا تب تو ہبہ درست ہوگیا اور اگر بالکل تقسیم ہی نہین کیا ایسی مشترک چیز کا ہبہ درست نہین البتہ اگر سب ساجھی رضامند ہوکر وہ شئے ایک شخص کو ہبہ کردین اور وہ قبضہ کرلے درست ہے اور اگر ایک شخص ایسی چیز بالاشتراک دو شخصون کو ہبہ کرے تو امام محمدؒ کے نزدیک درست ہے **مسئلہ** جس چیز کو ہبہ کرنا چاہتا ہے اگر موہوب لہ یعنی جس شخص کو ہبہ کرنا چاہتا ہے وہ پہلے سے اس شئے پر قابض ہے خواہ یہ قبضہ بطور امانت کے ہو یا عاریت کے یا اور کسی طرح سے تو اس صورت مین قبضہ جدید کی حاجت نہین یہی پہلا قبضہ کافی ہے **مسئلہ** باپ اگر نابالغ اولاد کو کوئی شے ہبہ کرے تو اولاد کا قبضہ ضرور نہین بلکہ باپ ہی کا قبضہ کافی ہے ہبہ صحیح ہو جاوے گا **مسئلہ** اسیطرح اگر غیر آدمی نابالغ کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے اُس مین بھی نابالغ کا قبضہ ضرور نہین باپ کا قبضہ کافی ہے اور اگر نابالغ سمجھدار ہو وہ بھی قبضہ کرسکتا ہے اور اگر نابالغ نے قبضہ نہین کیا اور کسی دوسرے عزیز و قریب نے اُسکی طرف سے قبضہ کرلیا تو باپ کے ہوتے ہوئے دوسرونکا قبضہ کافی نہین البتہ اگر باپ مرگیا ہو تو اُسوقت نابالغ جسکی پرورش و نگرانی مین ہو اُسکا قبضہ صحیح ہو جاوے گا اور اگر باپ نے نابالغہ کی شادی کردی ہو اور شوہر کے گھر بھیجدیا ہو اُسوقت شوہر کا قبضہ بھی کافی ہوگا کیونکہ باپ نے جب شادی کردی ایسی امور کا اختیار شوہر کو سپرد کردیا اور اگر شوہر کے گھر نہین آئی تو شوہر کا قبضہ کافی نہین

اجارہ یعنی کرایہ کا بیان

مسئلہ مادہ اسپ پر نر کو بچہ لینے کے لیے جو ڈالا جاتا ہے اُسکی اجرت ٹھہرانا اور لینا

حرام ہے البتہ اگر بطور احسان کے بلا جبر و شرط و بلا پابندی دستور کچھ دیدے تو درست ہے
مسئلہ کسی شخص نے گائے یا بھینس دودھ پینے کے واسطے کرایہ پر لی کہ اتنا کرایہ دینگے
اور دودھ اُسکا نکال لیا کرینگے یہ جائز نہین **مسئلہ** ایک شخص نے دوسرے سے کہا
کہ ہمکو اپنی فلان زمین بونے کے لیے دیدو اور اُسکے بدلے ہماری فلان زمین تم بویا
کرو اور اُن زمینون کا کرایہ یہی قرار پایا یہ درست نہین اگر ایسا معاملہ کرنا ہو تو اُسکی
تدبیر یہ ہے کہ دونون زمینون کا کرایہ برابر مقدار روپیہ سے ٹھہرایا جاوے آخر مین
بوجہ مساوی ہونے دونون کرایہ کی مقدار کے باہم مجرا ہو جاویگا نہ لینا پڑیگا نہ دینا
اسی طرح ایک گھر مین دوسرے گھر کے عوض رہنا یا ایک سواری کے عوض مین دوسری
سواری کا استعمال کرنا یہ بھی جائز نہین **مسئلہ** اجیر یعنی مزدوری پر کام کرنیوالے
دو قسم ہین ایک اجیر مشترک کہ کسی خاص آدمی کے کام مین مقید نہین بلکہ سبکا کام لیتا
ہے اور ہر ایک کا کام پورا کرکے حوالے کرتا ہے اور اجرت لے لیتا ہے جیسے رنگریز دھوبی
درزی وغیرہ دوسرا اجیر خاص کہ ایک وقت خاص مین ایک ہی شخص کے کام مین لگا ہے اور وقت
پورا کرکے اپنی اجرت کا مستحق ہوتا ہے جسکو نوکر کہتے ہین **مسئلہ** اجیر مشترک کے
پاس اگر کوئی نقصان ہو جاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اُسکے عمل سے نقصان ہوا یا کسی دوسری
وجہ اتفاقی سے نقصان ہوا اگر اُسکے عمل سے نقصان ہوا مثلاً استری کرنے سے کپڑا پھٹ
گیا یا پلہ دار کے سر سے بوجھ گر گیا وعلیٰ ہذا اس نقصان کا تاوان تو اجیر مشترک کے
ذمہ لازم ہوگا اور اگر اُس نقصان مین اُسکے عمل کو کوئی دخل نہین مثلاً چوری ہو گئی اُسکا
تاوان لازم نہین البتہ اگر حفاظت سے نہین رکھا تو اُس بے احتیاطی کی وجہ سے ضمان
لازم ہوگا جیسا عام امانت کا حکم اوپر مذکور ہو چکا ہے اور اجیر خاص کے پاس جو نقصان
ہو جاوے خواہ اُسکے عمل سے ہو یا بلا عمل مثلاً اُسکے پاس سے چوری ہو گئی یا اُسکے
ہاتھ سے کوئی چیز گر کر ٹوٹ گئی ان دونون صورتون مین تاوان لازم نہین ہان اگر احتیاط
مین کمی کی ہو تو اُس بے احتیاطی کی وجہ سے تاوان لازم آنا اور بات ہے **مسئلہ** اپنی سواری
ہونے کے لیے ٹٹو کرایہ کیا تو بدون اجازت مالک کے دوسرے شخص کو سوار کرنا جائز نہین

مسئلہ گواہی پر اجرت لینا جائز نہین مسئلہ اگر کسی کی مملوک زمین مین بارانی پانی جمع ہوکر تالاب ہو جاوے وہ پانی اس شخص کی ملک نہین پس زمیندارون مین جو دستور ہے کہ چمڑا دھونے والون سے کرایہ لیتے ہین یہ جائز نہین مسئلہ اجیر مشترک کو جائز ہے کہ جسقدر مزدوری ٹھہرائی ہے اس سے کم مین کسی دوسرے سے وہ کام کرا کر جو مزدوری بچ جاوے وہ خود رکھ لے مگر اجیر خاص کو جائز نہین کہ اپنا عوضی کسی کو کم تنخواہ پر مقرر کرکے بقیہ تنخواہ خود رکھ لے ۔ البتہ اگر اجیر مشترک مین بھی شرط ٹھہرگئی کہ تم خود اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا دوسرے سے مت لینا تب دوسرے شخص سے کام لینا جائز نہین مسئلہ کرایہ کے ٹٹو گاڑی مین جو اسباب لادا جاتا ہے اگر عام رواج و دستور سے زائد ہو تو گاڑی والے کی رضامندی شرط ہے بلا اسکی اطلاع و اجازت کے لیجانا جائز نہین

شفعہ کا بیان

مسئلہ جسوقت شفیع کو خبر بیع کی پہونچی اگر فورًا منھ سے نہ کہا کہ مین شفعہ لونگا تو شفعہ باطل ہو جاوے گا پھر اس شخص کو دعوی کرنا جائز نہین حتی کہ اگر شفیع کے پاس خط پہونچا اور اسکے شروع مین یہ خبر لکھی ہے کہ فلان مکان فروخت ہوا اور اسوقت اسنے زبان سے نہ کہا کہ مین شفعہ لونگا یہان تک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ مین شفعہ لونگا تو اسکا شفعہ باطل ہوگیا مسئلہ اگر شفیع نے کہا کہ مجکو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دست بردار ہو جاؤن تو اس صورت مین چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہوگیا اسلیے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اسلیے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے مسئلہ اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہین دلایا تھا کہ شفیع مرگیا اسکے وارثون کو شفعہ نہ پہونچے اور اگر خریدار مرگیا شفعہ باقی رہیگا مسئلہ شفیع کو خبر پہونچی کہ اسقدر قیمت کو مکان بکا ہے اور اسنے دست برداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کو بکا ہے اسوقت شفعہ لے سکتا ہے اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلان شخص خریدار ہے پھر سنا کہ نہین بلکہ دوسرا خریدار ہے یا پہلے سنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے ان صورتون مین پہلی دست برداری سے شفعہ باطل نہوگا

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دیکر کہا کہ تم اس مین کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اسکو فلان نسبت سے تقسیم کرلین گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے مسئلہ ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آئے گا خواہ ایک دو سال یا دس بارہ سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کرلیا جاوے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے مسئلہ اس معاملے کی درستی کے لیے آٹھ شرطین ہین نمبر ا زمین کا قابل زراعت ہونا۔ زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا۔ مدت زراعت کا بیان کرنا۔ بیج کا بیان کردینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا۔ جنس کاشت کا بیان کردینا کہ گیہون ہونگے یا جو مثلاً۔ کسان کے حصے کا ذکر ہوجانا کہ کل پیداوار مین کسقدر ہوگا۔ زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالے کرنا۔ زمین کی پیداوار مین کسان اور مالک کا شریک رہنا زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون مسئلہ اگر ان شرائط مین سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہوجاویگی مسئلہ مزارعت فاسدہ مین سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملیگا اور وہ کاشتکار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملیگی مگر یہ مزدوری اور کرایہ مقدار سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپس مین دونون کے ٹھہر چکا تھا یعنے اگر مثلاً بالمناصفہ مزارعت ٹھہری تھی تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جاوے گا مسئلہ بعد معاملہ مزارعت کے اگر دونون مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جاوے گا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو زبردستی نہ کیجاوے مسئلہ اگر دونون عقد کرنے والون مین سے کوئی مر جاوے تو مزارعت باطل ہوجاویگی مسئلہ اگر مدت معینہ مزارعت کی گذر جاوے اور کھیتی تیار نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی ان زائد

کے عوض مین مسئلہ بعض جگہہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین مین جو غلہ پیدا ہوتا ہے اُسکو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہین اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہین اُسکو تقسیم نہین کرتے بلکہ بگہون کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہین سو ظاہرا تو بوجہ اسکے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کے اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جاوے اور باعتبار عُرف کے معاملہ سابقہ مین یون تفصیل کیجاوے کہ دونون کی مراد یہ تھی کہ فلان اجناس مین عقدِ مزارعت کرتے ہین اور فلان اجناس مین زمین بطور اجارہ دیجاتی ہے اس طرح جائز ہوسکتا ہے مگر اس مین جانبین کی رضامندی شرط ہے مسئلہ بعض زمیندارونکی عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصۂ بٹائی کے کاشتکار کے حصے مین سے کچھ اور حقوق ملازمون اور کمینون کے بھی نکالتے ہین اگر بالقطع ٹھہرالیا کہ ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لینگے یہ تو ناجائز ہے اور اگر اسطرح ٹھہرایا کہ ایک من مین ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے مسئلہ بعض لوگ اسکا تصفیہ نہین کرتے کہ کیا بویا جاویگا پھر بعد مین تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہین یا تو اُس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا مسئلہ بعض جگہہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین مین تخم پاشی کرکے دوسرے لوگون کے سپرد کردیتا ہے اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس مین محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً اِن محنتون کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہے مگر جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملے کو نہ روکتا ہو وہان جائز ہے ورنہ جائز نہین مسئلہ اس اوپر کی صورت مین بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملون کو بانٹ دیتے ہین اور بعض مین فی بگہہ کچھ نقد دیتے ہین پس اس مین بھی ظاہرا وہی شبہہ عدم جواز کا اور وہی دلیل جواز کی جاری ہے مسئلہ اجارہ یا مزارعت مین بارہ سال یا کم و بیش مدت تک زمین سے منتفع ہوکر موروثیت کا دعویٰ کرنا جیسا اسوقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم و غضب ہے بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اُس سے نفع حاصل کرنا جائز نہین اگر ایسا کیا تو اُسکا پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اُسکا حرام ہے مسئلہ مساقاۃ کا حال

سبب باتون مین مثل مزارعت کے ہے **مسئلہ** اگر پھل لگے ہوے درخت پرورش کو دیے
اور پھل ایسے ہون کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہون تو درست ہے اور اگر اُنکا
بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقاۃ درست نہو گی جیسے مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد
درست نہین **مسئلہ** اور عقد مساقاۃ جب فاسد ہو جاوے تو پھل سب درخت والے
کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی جسطرح مزارعت مین بیان ہوا

بعضی متفرق حلال و حرام چیزون کا بیان

مسئلہ چاندی سونے کے برتن مین کھانا پینا یا چاندی سونے کے چمچے سے کھانا یا چاندی
سونے کی سلائی یا سُرمہ دانی سے سُرمہ لگانا یا اُنکے عطر دان سے عطر لگانا یا اُنکے
خاصدان مین پان رکھنا یا چاندی سونے کی گھڑی کا استعمال کرنا یا آئینہ جسکا گھیر
چاندی سونے کا ہو استعمال کرنا یا گھڑی مین چاندی سونے کی زنجیر لگانا یہ سب حرام ہے
مسئلہ جس چیز مین چاندی سونے کی میخین یا پترے جڑے ہون اگر اُس جگہ کو بچا کر وہ چیز
استعمال مین لاوے تو سب درست ہے **مسئلہ** اگر مجلس دعوت مین کوئی امر خلاف شرع
ہو سو اگر وہان جانے کے قبل معلوم ہو جاوے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو
کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم و لحاظ کے وہ امر موقوف ہو جاویگا تو جانا بہتر ہے
اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہان جا کر دیکھا سو اگر یہ شخص مقتداے دین ہو تب لوٹ
آوے اور اگر مقتدا نہین عوام الناس سے ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف
شرع ہے تو وہان نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بمجبوری بیٹھ جاوے اور بہتر
ہے کہ صاحب مکان کو فہمایش کرے اور اگر اسقدر ہمت نہو تو صبر کرے اور دل سے اُسے
بُرا سمجھے **مسئلہ** جو دعوت نام آوری کے لیے کیجاوے اُسکو قبول نکرنا بہتر ہے **مسئلہ**
مردون کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے اسیطرح لڑکون کو پہنانا البتہ چار اُنگل چوڑی سنجاف ریشمی
جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز ہے اسیطرح اگر پھول بوٹے پان وغیرہ ریشم کے بنے ہوئے ہون
مگر کوئی پھول بوٹا چار انگشت سے زیادہ نہو جائز ہے اور کلابتون کا حکم بھی یہی ہے کہ چار انگل تک

اجازت ہو زیادہ ممنوع ہے **مسئلہ** مخمل یعنی جس کپڑے پر ریشم کا روان جما یا ہو مثل ریشم کے ہو
سب احکام مذکورہ مین **مسئلہ** اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو درست نہین اور اگر تانا ریشم اور بانا سوت
ہو اُسکا پہننا درست ہے **مسئلہ** چاندی سونے کے بوتام یعنی بٹن اور گھنڈی لگانا جائز ہے
مسئلہ مردون کو انگوٹھی بجز چاندی کے جسکی مقدار وزن چار ماشے سے کم ہو درست نہین
اور عورتون کو سونے کی بھی جائز ہے اسیطرح عورتون کے لیے گلٹ وغیرہ کا زیور جائز ہے
مسئلہ بعض جگہ ایسا برا رواج ہے کہ عورت سے عورت بالکل پردہ نہین کرتی برہنہ ہوکر
کمر وغیرہ ملوا لیتی ہین یہ حرام ہے البتہ ناف سے گھٹنے تک اگر کپڑا لپٹا ہو اُس حالت مین
عورت کو عورت کا باقی بدن دیکھنا جائز ہے **مسئلہ** کافر اور فاسق عورت سے بھی عورت کو
مثل مرد اجنبی کے پردہ کرنا واجب ہے یعنی بجز چہرہ اور دونون ہاتھ گٹے تک اور دونون
پانون ٹخنے کے نیچے تک باقی بدن سر و باز و وغیرہ کھولنا اُسکے روبرو نا جائز ہے **مسئلہ**
بعض عورتین اپنے خالہ زاد یا پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہم
کے روبرو سر کھلے یا چھوٹی آستینین پہنے ہوے یا باریک کپڑے پہنے یا عطر یا خوشبو لباس
یا سر مین بسائے ہوئے آجاتی ہین یہ بالکل حرام ہے **مسئلہ** زید کا قرض ذمہ
عمرو واجب ہے اور وہ اُسکو حرام آمدنی سے ادا کرنا چاہتا ہے اور زید کو معلوم ہے
تو اُسکے لیے حلال نہوگا اسی طرح حرام آمدنی والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا
اُسی آمدنی سے قیمت لینا یا ایسے شخص کا کوئی کام کرکے ایسی آمدنی سے اُجرت لینا اُسکا
یہی حکم ہے **مسئلہ** غلہ خرید کر بھر رکھنا اور باوجود مخلوق کو تکلیف پہونچنے کے نہ بیچنا اور
زیادہ گرانی کا منتظر رہنا حرام ہے **مسئلہ** اس زمانے مین بعض لوگون نے پیرزادگی کو بھی
ایک پیشہ بنا لیا ہے کچھ مصنوعی تعویذ گنڈے یاد کرلیے دو چار شعبدے سیکھ لیے ٹھگنے کو
پیری مریدی بھی شروع کردی مریدون سے فصلانہ اور دوسرے شخصون سے بذریعہ مکر و
فریب متفرق آمدنی حاصل کرتے ہین یہ پیشہ بدترین سب پیشون کا ہے اور حرام ہے البتہ اگر
تعویذ و نقش موافق شرع کے ہو اور کوئی دھوکہ بازی نہ کیجاوے اُسپر اجرت لینا جائز
ہے اور اگر کسی شیخ کامل نے پیری مریدی کی اجازت دی ہو بغرض ارشاد و ہدایت کے بیعت

لینا بھی درست ہے اور جو خلوص سے کچھ دے تو قبول کرنا بھی درست ہے مگر دنیا کے کمانے کیلیے یہ بھی نادرست ہے

پانی کے احکام

مسئلہ کسی شخص کی مملوک زمین مین کنوان یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو دوسرے لوگون کو پانی پینے سے یا جانورون کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کے لیے پانی لینے سے یا دس پانچ گھڑے بھر کر اپنے گھر کے ایک آدھ درخت یا کیاری مین پانی دینے سے منع نہین کر سکتا کیونکہ اُس مین سب کا حق ہے اور اگر اپنی زمین مین آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائیگا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے آسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنوان وغیرہ قریب ہے یا اُسکا کام بند ہو جاویگا اور تکلیف ہوگی اگر اُسکی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنوین والے سے کہا جاویگا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنوین پر آنے کی اجازت دو ورنہ اُسکو جسقدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکالکر یا نکلوا کر اُسکو حوالے کرو البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اِس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگون کو جائز نہین اس سے ممانعت کر سکتا ہے یہی حکم ہے خودرو گھانس کا اور جسقدر نباتات بے تنہ ہین سب گھانس کے حکم مین ہین البتہ تنہ دار درخت زمین والے کا مملوک ہے مسئلہ اگر ایک شخص دوسرے کے کنوین یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے مشائخ بلخ نے فتوی جواز کا دیا ہے مسئلہ جو پانی برتن یا مشک مین بھر لیا جاوے اُس مین دوسرے شخص کا کوئی استحقاق نہین البتہ اگر پیاس سے بیقرار ہو جاوے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی حاجت سے زیادہ موجود ہو اور قیمت بھی دیتا ہو

نشہ دار چیزون کا بیان

مسئلہ جو چیز پتلی بہنے والی نشہ دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی یا اور کچھ اور اُسکے

زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اُسکا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اُس قلیل مقدار سے نشہ نہو اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصل ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جاوے ہر حال میں ممنوع ہے یہانسے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں **مسئلہ** اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تماکو جائفل افیون وغیرہ اُسکا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے، یا اُس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لاوے نہ اُس سے کوئی ضرر پہونچے وہ جائز ہے اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جاوے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں

رہن کا بیان

مسئلہ مرہون چیز سے مرتہن کا منتفع ہونا اگرچہ باجازت راہن ہو جیسا آج کل رواج ہے حلال نہیں اسکا پورا بیان مسائل سُود میں گذر چکا ہے **مسئلہ** اگر زید نے عمرو سے کوئی زیور یا برتن وغیرہ عاریت لیکر رہن کر دیا اور عمرو اپنی ضرورت سے مرتہن کو روپیہ دیکر وہ شے چھڑا لایا تو عمرو اس روپیہ کا مطالبہ زید سے کر سکتا ہے **مسئلہ** بعضے لوگ حق مرتہنی کو بیع کر دیتے ہیں یہ بالکل باطل ہے اوّل تو حق مرتہنی کوئی چیز قابل بیع نہیں دوسرے مرتہن کو کوئی تصرف کرنا مرہون میں جائز نہیں البتہ اگر راہن رضامند ہو تو اُسکی یہ صورت ہے کہ مرتہن ثانی بقدر زرِ رہن کے راہن کو قرض دیدے اور وہ مرتہن اوّل کو یہ روپیہ دیکر اپنا رہن چھوڑا لے اور پھر اُسکو مرتہن ثانی کے پاس بعوض اُسکے قرضہ کے رہن کر دے

وصیّت اور میراث کے احکام

مسئلہ تجہیز و تکفین بطریق متوسط وادائے دیون سے جس میں مہر بھی داخل ہے جو بچے اُسکی تہائی تک وصیّت جائز ہے زائد میں باطل ہے البتہ بالغ ورثہ صرف اپنے حصّے میں زائد کی اجازت دے سکتے ہیں اور نابالغ کے حصّے میں نہ تو بالغوں کو حق اجازت ہے

نہ خود نابالغ کی اجازت معتبر ہے مسئلہ اسی طرح جس شخص کو کچھ میراث ملیگی اُسکو کچھ زائد
دینے کے لیے وصیت کرنا باطل ہے اور بالغ ورثہ کی اجازت اپنے حصے مین یہان بھی درست
ہے مسئلہ وصیت کرکے اُس سے رجوع کرلینا اور اُسکو منسوخ کردینا جائز ہے مسئلہ
مرض الموت مین یعنی جس بیماری مین یہ شخص جانبر نہو ہبہ کرنا یا قرض معاف کرنا یا بہت ارزان
قیمت پر کوئی چیز فروخت کرڈالنا یہ سب وصیت ہے نہ ثلث سے زائد مین جائز اور
نہ وارث کے لیے جائز۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر عورتین مرنے کیوقت جو خاوند کو مہر بخشا
کردیتی ہین بالکل لغو ہے البتہ اُس عورت کے بالغ وارث اگر جائز رکھین تو اُنکے حصے
معاف ہوجاویگی مسئلہ بعد تقدیم مصارف تکفین و ادائے قرض و انفاذ وصیت جو مال بچے
وہ سب ورثہ کا حق مشترک ہے خواہ کپڑا ہو یا برتن یا کتابین یا اثاث البیت یا روپیہ یا
جائداد سب مشترک ہے ایک شخص کو اُس مین تصرف کرنا خواہ اپنے قبضہ و استعمال مین لاکر
خواہ دوسرے کو ثواب کے لیے یا دنیا کی مصلحت کے لیے دیدینا بالکل ناجائز ہے
اگر ایسا کیا جس طرح ہندوستان مین عام رواج ہے کہ بعد میت کے جو سرپرست خاندان
ہوتا ہے وہ کچھ ایصال ثواب کے نام سے کچھ فضول رسمون مین اس ترکے مین سے صرف کرتا ہے سو ایسا کرنے
اس شخص کو اپنے حصے مین سے تمام روپیہ بھرنا پڑیگا البتہ بالغ ورثہ کے اتفاق سے جو صرف ہو وہ اُن سب کے حصے پر
پڑے گا اور جنکی صاف اجازت نہین یا جو نابالغ ہین اُن کا حصہ تقسیم مین پورا دینا پڑے گا

شرکت بیان

شرکت دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مرگیا اور اُسکے ترکے مین چند وارث شریک ہوگئے
یا روپیہ ملا کر دو شخصون نے ایک چیز خرید کی یا ایک شخص نے دو شخصون کو کوئی چیز ہبہ کردی اسکا حکم
یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہین دوسری شرکت عقود ہے
یعنے دو شخصون نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت مین تجارت کرین گے اس شرکت کے اقسام و احکام
یہ ہین مسئلہ ایک قسم شرکت عنان ہے یعنے دو شخصون نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہونچا کر اتفاق
کیا کہ ہم اسکا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کرین اس مین یہ شرط ہے کہ راس المال
نقد ہو خواہ روپیہ یا اشرفی یا پیسے سو اگر دونون آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کرکے

شرکت سے تجارت کرنا چاہین تو یہ شرکت صحیح نہین ہوگی **مسئلہ** شرکت عنان مین جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ ہو ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھہرے کہ مال تو کم وزیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا یا مال برابر ہے مگر نفع تین تہائی ہوگا تو بھی جائز ہے **مسئلہ** اس شرکتِ عنان مین ہر شریک کو مال شرکت مین ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہو لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جاویگا **مسئلہ** اگر بعد قرار پالنے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہین گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہوگیا تو شرکت باطل ہوجاویگی اور اگر ایک شخص بھی کچھ خرید چکا ہے اور دوسرے کا مال ہلاک ہوگیا تو شرکت باطل نہوگی مال خرید دونون کا ہوگا اور جسقدر اس مال مین دوسرے شریک کا حصہ ہے اُس حصے کے موافق زرِ ثمن اُس دوسرے شریک سے وصول کر لیا جاویگا مثلاً ایک شخص کے دس روپیہ تھے اور دوسرے کے پانچ دس روپیہ والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے کے روپے ضائع ہوگئے سو پانچ روپے والا اس مال مین ثلث کا شریک ہے اور دس روپیہ والا اس سے دس روپیہ کا ثلث نقد واپس کر لیگا یعنے تین روپیہ پانچ آنہ چار پائی - اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا **مسئلہ** اس شرکت مین دونون شخصون کو مال کا مخلوط کرنا ضرور نہین صرف زبانی ایجاب قبول سے یہ شرکت منعقد ہوجاتی ہے **مسئلہ** نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہیے یعنے آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اور اگر یون ٹھہرا کہ ایک شخص کو سو روپیہ ملین باقی دوسرے کا یہ جائز نہین **مسئلہ** ایک قسم شرکت کی شرکت صنائع کہلاتی ہے اور شرکت تفصیل بھی کہتے ہین جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کر لین کہ جو کام جسکے پاس آوے اُسکو قبول کر لے اور جو مزدوری ملے وہ آپسمین آدھون آدھ بانٹین یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لین یہ جائز ہے **مسئلہ** جو کام ایک نے لے لیا دونون پر لازم ہوگیا مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لیے لیا تو صاحبِ مال جس طرح اسپر تقاضا کر سکتا ہے دوسرے

شریک سے بھی سلوا سکتا ہے اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہوجاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے **مسئلہ** ایک قسم شرکت کی شرکت وجوہ ہے یعنی نہ انکے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ ہے صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دکانداروں سے اودھار مال لیکر بیچا کریں اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھہرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا

بالون کے متعلق احکام

مسئلہ پورے سر پر بال رکھنا نرمۂ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے یا پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کترانا بھی درست ہے۔ مگر سب کترانا اور آگے کیطرف کسی قدر بڑے رکھنا جوکہ آجکل کا فیشن ہے جائز نہیں اور کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں رہی ہے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی یا چندوا کھلانے یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گولائی بنوانیکا جو دستور ہے درست نہیں **مسئلہ** اگر بال بہت بڑھالیے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں **مسئلہ** عورت کو سر منڈوانا بال کترانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے **مسئلہ** لبون کا کترانا اسقدر کہ لب کے برابر ہوجاوے سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں بعضے اجازت دیتے ہیں لہذا نہ منڈانے میں احتیاط ہے **مسئلہ** مونچھ دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ لبین دراز نہوں **مسئلہ** داڑھی منڈانا کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اسکا کترا دینا درست ہے اسیطرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہوجاوے درست ہے **مسئلہ** رخسارے کی طرف جو

بال بڑھجاوین اُن کو برابر کر دینا یعنے خط بنوانا درست ہے اسیطرح اگر دونون ابرو کسیقدر
لے لی جاوین اور درست کر دی جاوین یہ بھی درست ہے مسئلہ ۸ حلق کے بال مُنڈانا
نہ چاہیے مگر ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اس مین بھی کچھ مضائقہ نہین مسئلہ ۹ ریش بچہ کے
جانبین لب زیرین کے بال مُنڈوانے کو فقہانے بدعت لکھا ہے اسلیے نچاہیے اسی طرح گدی
کے بال بنوانے کو بھی فقہانے مکروہ لکھا ہے مسئلہ ۱۰ بغرض زینت سفید بال کا چُننا
ممنوع ہے البتہ مجاہد کو دشمن پر رُعب وہیبت بٹھانے کے لیے دور کرنا بہتر ہے مسئلہ ۱۱
ناک کے بال اُکھیڑنا نچاہیے قینچی سے کترا ڈالنا چاہیے مسئلہ ۱۲ سینہ اور پشت کے بال کا
بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اَولیٰ ہے مسئلہ ۱۳ موی بغل مین اَولیٰ تو یہ ہے
کہ موچنے وغیرہ سے دور کیے جاوین اور اُسترے سے مونڈنا بھی جائز ہے مسئلہ ۱۴
موے زیر ناف مین مرد کے لیے اُسترے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈتے وقت ابتدا ناف کے
نیچے سے کرے اور ہرتال وغیرہ کوئی دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لیے موافق
سُنت کے یہ ہے کہ چُٹکی یا چِمٹی سے دور کرے اُسترہ نہ لگے مسئلہ ۱۵ اسکے علاوہ اور تمام بدن کے بالونکا
نہ رکھنا دونون درست ہے مسئلہ ۱۶ ہاتھ پیر کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کیلیے
دار الحرب مین ناخن اور مونچھ کا نہ کٹانا مستحب ہے مسئلہ ۱۷ ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کترانا بہتر ہے
داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کترا کر بائین چھنگلیا سے
بہ ترتیب کٹاوے اور داہنے انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیون مین داہنے چھنگلیا سے شروع
کر کے بائین چھنگلیا پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر ہے اور اَولیٰ ہے اسکے خلاف بھی درست ہے مسئلہ ۱۸
کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہیے دفن نکرے تو کسی محفوظ جگہ ڈالدے یہ بھی جائز ہے
مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہو جانیکا اندیشہ ہے مسئلہ ۱۹ ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے
اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے مسئلہ ۲۰ حالت جنابت مین بال بنانا ناخن کاٹنا موے زیر ناف وغیرہ
دور کرنا مکروہ ہے مسئلہ ۲۱ ہر ہفتے مین ایک مرتبہ موے زیر ناف موے بغل لبین ناخن وغیرہ دور کر کے
نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعے کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو
جاوے ہر ہفتہ نہو تو پندرھوین دن سہی انتہا درجہ چالیسوین دن اسکے بعد رخصت نہین اگر چالیس دن

گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار رہوگا فقط

خیر خواہانہ تنبیہ

رسالہ ہذا کے خطبے مین تصحیح معاملات کا اہم اجزاے دین سے ہونا اور اس مین کم توجہی کا گلہ عرض کیا گیا ہو آخر مین اس تصحیح معاملات کے اعظم ثمرے کا کہ اکل حلال ہے بتلانا اور غذای حلال کے برکات اور غذای حرام کے ظلمات کا جتلانا مناسب معلوم ہوا اسلیے پانچ احادیث نبویہ کا خلاصۂ ترجمہ اور ۵ شعر مثنوی معنوی اور پندرہ شعر نان و حلوا کے جو اس مضمون کی شہادت دیتے ہین حوالۂ قلم ہوتے ہین تاکہ ناظرین عبرت و توجہ ہو اور غفلت مبدل بہ تنبیہ مسند احمدؒ اور شعب الایمان بیہقیؒ اور سنن دیلمیؒ مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو ارشادات روایات کیے گئے ہین انکا حاصل یہ ہے کہ کسب حلال بھی نماز و روزہ فرائض کے بعد فرض ہے اور کسب حلال سے آدمی مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے اور ایک لقمہ حرام بھی جو منھ تک جاتا ہے اسکے وبال سے چالیس روز تک دعا قبول نہین ہوتی اور اگر دس درم کی پوشاک مین ایک درم یعنے چار آنے کی مقدار بھی حرام مال ہو تو جبتک وہ لباس بدن پر رہتا ہی نماز نہین قبول ہوتی اور حرام مال سے نہ صدقہ و خیرات قبول ہو نہ اس سے خرچ کرنے مین برکت ہو اور جو مرے پیچھے چھوڑ جاوے وہ اسکو دوزخ مین لیجانے کیلیے رہبر ہوجاتا ہے اور جو بدن حرام مال سے پلا ہو وہ جنت مین نجاویگا بلکہ وہ دوزخ ہی کے لائق ہے

اشعار

لقمہ کو نور افزود و کمال — آن بود آورده از کسب حلال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال — عشق و رقت زاید از لقمہ حلال
چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام — جہل و غفلت زاید آن را دان حرام
ہیچ گندم کاری و جو بر دہد — دیدۂ اسپے کہ کرہ خر دہد
لقمہ تخم ست و برش اندیشہ ہا — لقمہ بحر و گوہرش اندیشہ ہا
زاید از لقمہ حلال اندر دہان — میل خدمت عزم رفتن آن جہان
زاید از لقمہ حلال ای مہ حضور — در دل پاک تو و در دیدہ نور
چند مال مشتبہ آری بکف — تا کہ باشی نرم پوش و خوش علف
عاقبت سازد ترا از دین بری — این تن آرائی و این تن پروری

لقمہ کاید از طریق مشتبہ
خاک خور خاک بران ندان منہ

کان ترا در راہِ دین مفتون کند
نورِ عرفان از دلت بیرون کند

لقمۂ نانے کہ باشد شبہہ ناک
در حریم کعبہ ابراہیم پاک

گر بدستِ خود فشاندی تخم آن
ور بگاؤ چرخ راندی تخم آن

ور بہ مہِ نو درحصادش داس کرد
ور بسنگ کعبہ اش دست آس کرد

ور ز آبِ زمزمش کردی عجین
مریم آمین پیکرے از حورِ عین

ور بخواندی بر خمیرش بے عدد
فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

ور بوُد از شاخ طوبیٰ آتشش
ور بود روح الامین ہیزم کشش

ور تو برخوانی ہزاران بسملہ
بر سرِ آن لقمہ پر ولولہ

عاقبت خاصیتش ظاہر شود
نفس زان لقمہ ترا قاہر شود

ور رہِ طاعت ترا بیجان کند
خانۂ دین ترا ویران کند

در دو نیت گر بوُد اے مردِ راہ
چارۂ خود کن کہ دینت شد تباہ

از ہوس بگذر رہا کن کش و فش
پا ز دامان قناعت بر مکش

اشعار بالا مین حلال غذا کے جو خواص مذکور ہین یہ ہین۔ نور۔ کمال۔ علم حکمت عشق خیالات نیک ہمت حضور قلب اور حرام غذا کے یہ آثار ہین۔ دوری از دین سلب نور عرفان غلبۂ نفس کم ہمتی عت برباد ی دین اور اشعار مین جو علاج اس حرام کی ہوس سے بچنے کا تبلا یا ہے وہ قناعت ہے اور اپنی خوراک و پوشاک اخراجات مین سادگی و اختصار کرنا اور تکلفات و آرائش و نمایش کو ترک کرنا ہے پس لازم ہے کہ وعیدات و آثار مذکورہ پر نظر کرکے جلدی بطریق مذکور علاج کرین فقط

خاتمۃ الطبع الحمد للہ رسالۂ ہذا حسب ایماے تاجر با وقار ذو العز و الافتخار جناب حاجی مولوی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵ و حاجی محمد عبد الصمد صاحب مہتمم و مالکان مطبع رزاقی سلمہما اللہ الباقی مطبع رزاقی واقع کانپور مین ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ہجری کو مطبوع ہوکر مطبوع مرغوب شایقین با تمکین ہوا فقط